سویڈن

الھُدیٰ

سہ ماہی

مئی تا جولائی 2009

مجلس انصار اللہ سویڈن کی تعلیمی وتربیتی وادبی سرگرمیوں کا ترجمان مجلّہ

ھُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدیٰ

سویڈن

الھُدیٰ

سہ ماہی

چلد 12 1388 ہجری شمسی، 1430 ہجری قمری بمطابق مئی تا جولائی 2009 شمارہ 2

زیرِ نگرانی

مامون الرشید ڈوگر

صدر مجلس انصاراللہ سویڈن

مدیر

ڈاکٹر انس احمد رشید

نائب مدیر

سجاد احمد

ڈاکٹر شریف احمد

معاونین

راجہ مبشر سعید

محمد اسحٰق وِرک

قمر سہیل رشید

فہرست

قرآن کریم	2
حدیث	3
کلام الامام امام الکلام	4
خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ	6
غزل	14
مسائل اور ان کا حل	15
نظم دُعا کرو	25
نگاہِ بینا	26
ہریاول گھر	29
رپورٹ مجلس انصاراللہ	33

القرآن الکریم

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ o

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ o

(حٰمٓ السّجدة 34-35)

اور بات کہنے میں اُس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

نہ اچھائی برائی کے برابر ہوسکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے (برابر)۔ایسی چیز سے دفاع کر کہ جو بہترین ہو۔تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک مددگار، جانثار دوست بن جائے گا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ: حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: خدا کی قسم! تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا اعلیٰ درجے کے سُرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ بن ابی طالب و بخاری کتاب الجھاد)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثواب اس اس بات پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اوران کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کسی گمراہی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر کہ اس بُرائی کرنے والے کو ہوتا ہے اور اس کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

(مسلم کتاب العلم باب من سنّ حسنة ادسیئة)

کلام الامؑ امام الکلام

وہ قوم جن کا خدا مردہ، جن کا مذہب مردہ، جن کی کتاب مردہ اور جو روحانی آنکھ کے نہ ہونے سے خود مردے ہیں انہوں نے صرف خدا کی کتابوں کی تحریف نہیں کی بلکہ اپنے مذہب کو ترقی دینے کے لئے افتراء اور مفتریانہ تحریروں میں ہر ایک قوم سے سبقت لے گئے۔

چونکہ ان لوگوں کے پاس وہ نور نہیں جو سچائی کی تائید میں آسمان سے اُترتا اور سچے مذہب کو اپنی متواتر شہادتوں سے دنیا میں ایک صریح امتیاز بخشتا ہے اس لئے یہ لوگ

ان باتوں کے لئے مجبور ہوئے کہ لوگوں کو ایک زندہ مذہب یعنی اسلام سے بیزار کرنے کے لئے طرح طرح کے افتراؤں اور مکروں اور فریبوں اور دھوکا دہی اور محض جعلی اور بناوٹی باتوں سے کام لیا جاوے۔

(انجیل کی تعلیمات سے متعلق یورپ کے محققین کی رائے ہے کہ یہ طالمود اور بعض دیگر کتب سے ماخوذ ہیں)

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ونبیّہِ العظیم السلام علیکم! بعد ہذا واضح ہو کہ مَیں نے آپ کا خط بڑے افسوس سے پڑھا جس کو آپ نے ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام نام کی پڑھنے کے بعد لکھا۔ مجھے تعجب ہے کہ وہ قوم جن کا خدا مردہ، جن کا مذہب مُردہ، جن کی کتاب مُردہ اور جو روحانی آنکھ کے نہ ہونے سے خود مُردے ہیں اُن کی دروغ اور پُر افتراء باتوں سے اسلام کی نسبت آپ تردّد میں پڑ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کو یاد رہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف خدا کی کتابوں کی تحریف نہیں کی بلکہ اپنے مذہب کو ترقی دینے کے لئے افتراء اور مفتریانہ تحریروں میں ہر ایک قوم سے سبقت لے گئے۔ چونکہ ان لوگوں کے پاس وہ نور نہیں جو سچائی کی تائید میں آسمان سے اُترتا اور سچے مذہب کو اپنی متواتر شہادتوں سے دنیا میں ایک صریح امتیاز بخشتا ہے اس لئے یہ لوگ ان باتوں کے لئے مجبور ہوئے کہ لوگوں کو ایک زندہ مذہب یعنی اسلام سے بیزار کرنے کے لئے طرح طرح کے افتراؤں اور مکروں اور فریبوں اور دھوکا دہی اور محض جعلی اور بناوٹی باتوں سے کام لیا جاوے۔

اے عزیز! یہ لوگ سیاہ دل لوگ ہیں جن کو خدا کا خوف نہیں اور جن کے منصوبے دن رات اِسی کوشش میں ہیں کہ کسی طرح لوگ تاریکی سے پیار کریں اور روشنی کو چھوڑ دیں۔ مَیں سخت تعجب میں ہوں کہ آپ ایسے شخص کی تحریروں سے کیوں متأثر ہوئے۔ یہ لوگ ان ساحروں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے موسیٰ نبی کے سامنے رسیوں کے سانپ بنا کر دکھا دیئے تھے۔ مگر چونکہ موسیٰ خدا کا نبی تھا اس لئے اس کا عصا ان تمام سانپوں کو نگل گیا۔ اسی طرح قرآن شریف خدا تعالیٰ کا عصا ہے وہ دن بدن رسیوں کے سانپوں کو نگلتا جاتا ہے اور وہ دن آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ان رسیوں کے سانپوں کا نام ونشان نہیں رہے گا۔

صاحب ینابیع الاسلام نے اگر یہ کوشش کی ہے کہ قرآن شریف فلاں فلاں قصّوں یا کتابوں سے بنایا گیا ہے۔ یہ کوشش اس کی اس کوشش کے ہزارم حصّہ پر بھی نہیں جو ایک فاضل یہودی نے انجیل کی اصلیت دریافت کرنے کے لئے کی ہے۔ اس فاضل نے اپنے خیال میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ انجیل کی اخلاقی تعلیم یہودیوں کی کتاب طالمود اور بعض اور چند بنی اسرائیل کی کتابوں سے لی گئی ہے۔ اور یہ چوری اس قدر صریح طور پر عمل میں آئی ہے کہ عبارتوں کی عبارتیں بعینہٖ نقل کر دی گئی ہیں۔ اور اس فاضل نے دکھلا دیا ہے کہ درحقیقت انجیل مجموعہ مال مسروقہ ہے۔ درحقیقت اس نے حد کر دی اور خاص کر پہاڑی تعلیم کو جس پر عیسائیوں کو بہت کچھ ناز ہے طالمود سے اخذ کرنا لفظ بلفظ ثابت کر دیا ہے اور دکھلا دیا ہے کہ یہ طالمود کی عبارتیں اور فقرے ہیں۔ اور ایسا ہی دوسری کتابوں سے وہ مسروقہ عبارتیں نقل کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ خود یورپ کے محقق بھی اس طرف دلچسپی سے متوجہ ہو گئے ہیں۔

اور ان دنوں میں مَیں نے ایک ہندو کا رسالہ دیکھا ہے جس نے یہ کوشش کی ہے کہ انجیل بدھ کی تعلیم کا سرقہ ہے اور بدھ کی اخلاقی تعلیم کو پیش کر کے اس کا ثبوت دینا چاہا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بدھ لوگوں میں وہی قصہ شیطان کا مشہور ہے جو اس کو آزمانے کے لئے کئی جگہ لئے پھرا۔ پس ہر ایک کو یہ خیال دل میں لانے کا حق ہے کہ تھوڑے سے تغیر سے وہی قصہ انجیل میں بھی بطور سرقہ داخل کر دیا گیا ہے۔

یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں آئے تھے اور حضرت عیسیٰ کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے جس کو ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اس صورت میں ایسے معترضین کو اور بھی حق پیدا ہوتا ہے کہ وہ ایسا خیال کریں کہ اناجیل موجودہ دراصل بدھ مذہب کا ایک خاکہ ہے۔ یہ شہادتیں اس قدر گزر چکی ہیں کہ اب مخفی نہیں ہو سکتیں۔

ایک اور امر تعجب انگیز ہے کہ یوز آسف کی قدیم کتاب (جس کی نسبت اکثر محقق انگریزوں کے بھی یہ خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے بھی پہلے شائع ہو چکی ہے) جس کے ترجمے تمام ممالک یورپ میں ہو چکے ہیں انجیل کو اس کے اکثر مقامات سے ایسا توارد ہے کہ بہت سی عبارتیں باہم ملتی ہیں اور جو انجیلوں میں بعض مثالیں موجود ہیں وہی مثالیں انہیں الفاظ کے ساتھ اس کتاب میں بھی موجود ہیں۔ اگر ایک شخص ایسا جاہل ہو کہ گویا اندھا ہو وہ بھی اس کتاب کو دیکھ کر یقین کرے گا کہ انجیل اِسی میں سے چرائی گئی ہے۔ بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ یہ کتاب گوتم بدھ کی ہے اور اوّل سنسکرت میں تھی اور پھر دوسری زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ چنانچہ بعض محقق انگریز بھی اس بات کے قائل ہیں۔ مگر اس بات کے ماننے سے انجیل کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ اپنی تمام تعلیم میں چور ثابت ہوتے ہیں۔ کتاب موجود ہے، جو چاہے دیکھ لے۔ مگر ہماری رائے تو یہ ہے کہ خود حضرت عیسیٰ کی یہ انجیل ہے جو ہندوستان کے سفر میں لکھی گئی اور ہم نے بہت سے دلائل سے اس بات کو ثابت بھی کر دیا ہے کہ یہ درحقیقت حضرت عیسیٰ کی انجیل ہے اور دوسری انجیلوں سے زیادہ پاک و صاف ہے۔ مگر وہ بعض محقق انگریز جو اس کتاب کو بدھ کی کتاب ٹھہراتے ہیں وہ اپنے پاؤں پر آپ تبر مارتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سارق قرار دیتے ہیں‘‘۔

(چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 338 تا 340۔ مطبوعہ لندن)

قرآن کریم میں تحریف کرنے کی کوششیں کرنے والے کامیاب نہیں ہوسکتے۔

اس کتاب کی حفاظت اور اس شریعت کی حفاظت اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے فرماتا رہتا ہے اور اس زمانے میں بھی

وہ جری اللہ مبعوث ہوگیا جس نے دجال کے توڑ کرنے تھے۔

وہ لوگ بھی جو مسلمان کہلا کر پھر تعلیم کے بعض حصوں کو دیکھ کر منہ چھپاتے پھرتے ہیں پریشان ہونے کی بجائے اس زمانے کے جری اللہ سے اس

کتاب کی تعلیم کا فہم و ادراک حاصل کریں۔

(یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ کے تحت لفظ کتاب کے مختلف معانی کے لحاظ سے قرآن مجید کے فضائل کا پُرمعارف بیان)

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ 11رجنوری 2008ء بمطابق 11رصلح 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرۃ:130)

گزشتہ خطبہ میں وقف جدید کے اعلان کی وجہ سے اس آیت کے مضمون کو جس کی مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے جاری نہیں رکھ سکا تھا۔ آج مَیں پھر اسی آیت کے مضمون کی طرف لوٹ رہا ہوں۔

اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی جو بیان ہوئی ہے۔ گزشتہ سے پیوستہ خطبہ میں مَیں نے پہلا حصہ بیان کیا تھا۔ اس کا جو بقیہ حصہ ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ یعنی دعا میں اس عظیم رسول کے لئے چار چیزیں مانگی تھیں۔ پہلی تو تھی۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ اس کا بیان ہوگیا ہے۔

اب ہے يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ یعنی انہیں کتاب کی تعلیم دے اور اس کی حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ بھی کرے۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جو آیات تُو اس عظیم رسول پر نازل فرمائے وہ عظیم رسول اُن اتری ہوئی آیات کی ان پر جن لوگوں کے لئے مبعوث ہوا ہے، تلاوت کرے گا۔ اب ان آیات کی تلاوت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو نشان بھیجے گئے ہیں یا جو آیات نازل کی گئی ہیں جن میں عبرت کے واقعات بھی ہیں، جن میں نصیحت بھی ہے، عذاب کی خبریں بھی ہیں، صرف پڑھ کر سنا دے بلکہ جیسا کہ گزشتہ سے پیوستہ خطبے میں یہ بیان کر چکا ہوں کہ آئندہ آنے والوں کے لئے یہ نمونے جو دیئے گئے تھے وہ ایک سبق ہیں۔ اس لئے یہ دعا کی کہ یہ عظیم نبی جو تو آئندہ زمانے کے لئے

مبعوث کرنے والا ہے اور جس کے لئے مَیں دعا کرتا ہوں کہ بنی اسماعیل میں سے مبعوث ہو وہ نبی صرف اپنی زندگی تک ہی ان آیات کی تلاوت کرنے والا نہ ہو، یا اس کے زمانے کے لوگ ہی اس تعلیم سے فائدہ اٹھانے والے نہ ہوں، اپنے وقت کے لوگوں کو ہی صرف تعلیم دینے والا نہ ہو بلکہ یہ عظیم نبی چونکہ قیامت تک کے لئے مبعوث ہونا ہے اس لئے یہ سب تعلیم جو ہے یہ لکھی ہوئی ملے۔ کتاب کی شکل میں ہوتا کہ قیامت تک اس پر عمل کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔

اس دعا سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ علم ہو چکا تھا کہ ایک زمانے میں ایک ایسا نبی مبعوث ہونا ہے جس کی تعلیم قیامت تک رہنی ہے۔ اس لئے دعا کی کہ وہ جن میں مبعوث ہو اور جس زمانے کے لئے مبعوث ہو، انہیں کتاب کی تعلیم دے۔ یہ تمام تعلیم، یہ تمام آیات یکجا تحریری صورت میں ہوں۔ اصل میں تو یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہی حضرت ابراہیمؑ کو سکھائی تھی کہ جو عظیم رسول مبعوث ہونا ہے اس پر جو شریعت نازل ہونی ہے وہ تمام لکھی ہوئی صورت میں ہوگی اور اس طرح لکھی ہوگی کہ قیامت تک اس کا شوشہ بھی اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج صرف یہ قرآن کریم ہی ہے جو مسلمانوں کو آنخضرت ﷺ کی وفات کے بعد لکھی ہوئی صورت میں ملا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے حُفّاظ پیدا کئے بلکہ آج تک پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں جن کے دل و دماغ پر اور یادداشت میں قرآن کریم کا ایک ایک لفظ اور حرف لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنخضرت ﷺ کے ذریعہ سے جو تعلیم جاری فرمائی اس کو ظاہری کتاب میں بھی محفوظ کر لیا اور دل و دماغ میں بھی نقش کر دیا۔ جس طرح اس کی حفاظت کے سامان فرمائے کسی اور نبی پر اترنے والی آیات اور احکامات کی حفاظت نہیں کی۔ کوئی کتاب علاوہ قرآن کریم کے یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ اس کا لفظ لفظ الہامی شکل میں قائم ہے جبکہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ پہلے دن سے جس طرح اُترا اُسی طرح محفوظ ہے۔ بلکہ زیر زبر پیش، کہاں رکنا ہے، کہاں نہیں رکنا، اس حد تک تفصیل سے قرآن کی حفاظت کا خدا تعالیٰ نے انتظام فرمایا ہے۔ تو یہ ہے اس کتاب کی خوبی جو اس رسول پر اتری جس پر شریعت کامل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:4) یعنی مَیں نے تمہارے فائدہ کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر احسان پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا اور تمام نعمتیں تمہیں عطا فرما دی ہیں۔ پس یہ اعلان ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا۔

یہ جہاں حضرت ابراہیمؑ کی قبولیت دعا کا بھی نشان ہے کہ اس عظیم رسول پر تمام نعمتیں مکمل ہو چکی ہیں، تمام احکام جمع ہو گئے ہیں، تمام تاریخی واقعات جمع کر دیئے گئے ہیں، سابقہ شریعتوں کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔ شریعت کے تمام احکام کے اعلیٰ معیار بتا دیئے گئے ہیں جن سے تمہاری شریعت کامل اور مکمل ہو گئی ہے۔ یہ اعلان اللہ تعالیٰ نے کیا۔ کوئی سابقہ شریعت اب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کوئی سابقہ کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور حقیقت میں یہی ایک کتاب ہے جو اَلْکِتٰب کہلانے کی مستحق ہے۔ اور پھر صرف شرعی باتیں ہی نہیں، مذہبی باتیں نہیں، علمی اور سائنسی باتیں بھی بیان کیں۔ جو سابقہ شریعتوں کے لوگوں کے لئے سمجھنا تو دور کی بات ہے خود آنخضرت ﷺ کے زمانے میں بھی بعض باتیں شاید صرف آنخضرتؐ کے علاوہ کوئی نہ سمجھتا ہو۔ جو ایسی باتیں اور مستقبل کی خبریں تھیں جو اس زمانے میں ظاہر ہوئیں۔ پس اس کے اَلْکِتٰب ہونے کا یہ کمال ہے۔ اس میں تمام علوم بیان فرما کر اصل حالت میں آج تک قائم رکھا اور اس بات کا بھی خود اعلان فرمایا کہ اس کتاب کو، اس تعلیم کو جو عظیم رسول ﷺ پر اتری ہے مَیں محفوظ رکھوں گا اور کوئی نہیں جو اس کی حالت کو بدل سکے۔ جیسا کہ فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کہ اس ذکر یعنی قرآن کریم کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اور یہ حفاظت کے سامان پہلے دن سے ہی فرما دیئے اور آنخضرت ﷺ کے زمانے میں ہی لکھ کر محفوظ کر لی گئی۔ قرآن کریم کی تمام آیات یا قرآن کریم محفوظ کر لیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

’’اس کتاب کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ رہیں گے۔ سو تیرہ سو برس سے اس پیشین گوئی کی صداقت ظاہر ہو رہی ہے۔ اب تک قرآن شریف میں پہلی کتابوں کی طرح کوئی مشرکانہ تعلیم ملنے نہیں پائی اور آئندہ بھی عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ اس میں کسی نوع کی مشرکانہ تعلیم مخلوط ہو سکے‘‘ شامل ہو سکے’’ کیونکہ لاکھوں مسلمان اس کے حافظ ہیں۔ ہزارہا اس کی تفسیریں ہیں۔ پانچ

وقت اس کی آیات نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ ہر روز اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔اسی طرح تمام ملکوں میں اس کا پھیل جانا، کروڑ ہا نسخے اس کے دنیا میں موجود ہونا، ہر یک قوم کا اس کی تعلیم سے مطلع ہو جانا یہ سب امور ایسے ہیں کہ جن کے لحاظ سے عقل اس بات پر قطع واجب کرتی ہے کہ آئندہ بھی کسی نوع کا تغیر و تبدل قرآن شریف میں واقع ہونا ممتنع ہے اور محال ہے''۔

(براہین احمدیہ ۔روحانی خزائن جلد 1صفحہ102حاشیہ ۔مطبوعہ لندن)

یعنی اس بات کی یہ دلیل ہے کہ آئندہ بھی کبھی اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس کو آج تک بلکہ اُس وقت جب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا اس پر بھی مزید سو سال گزر چکے ہیں، قرآن کو محفوظ رکھا ہوا ہے۔ آج بھی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آئندہ بھی عقل تسلیم نہیں کر سکتی کہ اس کی تعلیم میں کوئی ردّوبدل ہو سکے۔ وہ خدا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کی حفاظت بھی فرماتا رہے گا۔

فی زمانہ دجّال نے ایک یہ چال چلی کہ اس میں ردّوبدل کر سکے لیکن یہ کوششیں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتیں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں ایک دو دفعہ ذکر کر چکا ہوں۔ اس قرآن کریم میں ردّوبدل کا یا اس کے مقابل پر نیا قرآن کریم پیش کرنے کی جو عیسائیوں کی ایک چال تھی، بہت بڑا خوفناک منصوبہ تھا اور اس کو پہلی دفعہ انہوں نے ''فرقان الحق'' کے نام سے شائع کیا۔ خود ہی اپنے پاس سے الفاظ بنا کر، کچھ قرآن کریم کے الفاظ لے کر کچھ اپنے پاس سے ملا کر، جوڑ جاڑ کر کچھ آیتیں بنائیں اور کچھ سورتیں بنالیں۔ ستّر یا ستتر میرا خیال ہے اور پہلی دفعہ اس کی اشاعت 1999ء میں ہوئی۔ ایوینجیلیکل چرچ کی طرف سے تھی اور اس لئے تھی کہ ان کا خیال ہے کہ جو آنے والا مسیح ہے اس کے آنے کی خبر دینے کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو پہلے ذہنی طور پر تیار کرلیا جائے اور فرقان الحق کے نام سے ایک کتاب ان میں متعارف کروادی جائے۔ ایک خبر آئی تھی اس زمانے میں بھی کہ کویت میں یہ تقسیم ہو رہی ہے یا بچوں کو پڑھائی گئی ہے۔ اس بارہ میں عربی ڈیسک کو کہا تھا کہ پتہ کریں لیکن ان کی رپورٹ نہیں آئی۔ انہوں نے بڑی دیر لگادی۔ پتہ لگنا چاہئے کیونکہ دو سال پہلے یہ خبر عام ہوئی تھی۔ بہرحال امریکہ سے یہ شائع ہوئی تھی۔

اس کے علاوہ تحریف کرنے کی ایک اور کوشش بھی ہے۔ مسلمانوں کا ایک گروپ ہے جو شریعہ کے خلاف کھڑا ہوا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ قرآن کریم میں سے جنگ اور جہاد کے بارہ میں جتنی آیات ہیں وہ نکال دی جائیں۔ انتہائی مداہنت اور بزدلی دکھانے والا یہ گروپ ہے جو مغربی معاشرہ کو یا دوسرے لفظوں میں عیسائیوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں یا مذہب سے ان کو کوئی لگاؤ ہی نہیں۔ قرآن کریم میں تحریف کر کے مسلمانوں کے اندر رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ بہرحال یہ تو ان لوگوں کی کوشش ہے۔ یہ کوششیں چاہے اب عیسائیوں کی طرف سے ہوں یا اس طبقے کی طرف سے ہوں جو مسلمان کہلاتے ہوئے اپنی ہی جڑیں کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں یا منافقین کا کردار ادا کر رہے ہیں، جن کی طرف سے بھی ہوں، جو بھی قرآن شریف کو بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ اس میں تو بہرحال کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ یہ لوگ صرف دنیا کی نظر سے دیکھنے والے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ جس طرح بائبل میں انسانی دخل ہوگیا، اسی طرح قرآن کریم میں بھی کر سکتے ہیں۔ جبکہ بائبل کے ساتھ یا کسی بھی اور کتاب کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں تھا۔ قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس کے ساتھ یہ وعدہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اُس عظیم رسول ﷺ پہ اتری ہوئی کتاب ہے جس کی تعلیم قیامت تک رہنی ہے۔ پس ان لوگوں کو چاہے وہ غیر ہیں یا اپنے ہیں اگر خدا پر ایمان ہو تو یہ سب کچھ دیکھ کر کہ واحد کتاب اپنی اصلی حالت میں ہے، دجل اور شرارت کرنے کی بجائے اس کتاب کی تعلیم پر غور کرتے کہ ایک طرف تو حضرت ابراہیمؑ کی ایک عظیم رسول ﷺ کے لئے ایک کتاب کی اور اس کی تعلیم کی دعا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے دعا سن بھی لی اور وہ عظیم رسول عرب میں مبعوث بھی ہوگیا جو اس کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور اس تعلیم کے اثرات دنیا نے دیکھ بھی لئے۔ اس کے باوجود یہ دشمنی تبھی ہوسکتی ہے کہ آنکھوں پر پٹی بندھی ہو یا خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین نہ ہو، یا صرف اور صرف شرارت، فتنہ اور فساد کی غرض ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ کیونکہ یہ تعلیم اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور یہ رسول بھی خاتم الانبیاء ہے اس لئے اس رسول کی اتباع کے بغیر نہ کوئی رسول، نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور کتاب کبھی آسکتی ہے۔ تم لوگوں نے یہ دجل کی کوششیں کرنی ہیں تو کر کے دیکھ لو لیکن کبھی کامیاب نہیں ہوگے۔ اس کتاب کی حفاظت اور اس شریعت

کی حفاظت اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے فرماتا رہتا ہے اور اس زمانے میں بھی وہ جری اللہ مبعوث ہو گیا جس نے دجال کے توڑ کرنے تھے اس لئے چاہے جتنی بھی کوشش کر لو یہ خدا کی تقدیر ہے کہ اب شیطان کے بندوں اور رحمٰن کے بندوں کی آخری جنگ ہے جس میں یقیناً رحمان کے بندوں نے کامیاب ہونا ہے۔ ان لوگوں کو، مخالفین کو جو اپنے کھل کھیلنے کا موقع مل رہا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی پیشگوئی فرمائی تھی تا کہ اللہ تعالیٰ یہ بتا سکے کہ سب طاقتوں کا سرچشمہ مَیں ہوں اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جب مَیں کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہوں تو وہ ہو کر رہتی ہے۔ اس لئے ہمیں ان باتوں کی کوئی فکر نہیں کہ ان کے یہ دجل کامیاب ہو جائیں گے۔ ہاں بعض بے وقوفوں اور کم علموں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اور بعض مسلمانوں میں سے کچھ ان کی باتیں سن کے کچھ ضائع بھی ہو جاتے ہیں۔ کچھ تو شرارت سے، کچھ معصومیت سے پھنس جاتے ہیں۔ پس وہ لوگ بھی جو مسلمان کہلا کر پھر تعلیم کے بعض حصوں کو دیکھ کر منہ چھپاتے پھرتے ہیں، پریشان ہونے کی بجائے اس زمانے کے جری اللہ سے اس کتاب کی تعلیم کا فہم و ادراک حاصل کریں۔ اس سے یہ تعلیم سیکھیں تا کہ پتہ چلے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے۔ قرآن کریم کے احکامات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ اس کے ایک ایک حرف کی حفاظت اللہ تعالیٰ اس کے نزول کے دن سے کر رہا ہے اور کرتا رہے گا انشاء اللہ۔ یہ اس کا وعدہ ہے۔

پس قرآن ایسی کتاب ہے جس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ بعض مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی بعض تعلیمات اب منسوخ ہونی چاہئیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ان کو اس تعلیم کو جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور اس زمانے کے امام سے سمجھنا چاہئے جس کو اللہ تعالیٰ نے براہ راست اس زمانے میں اس کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم کے بارے میں یہ اہم بات سمجھنے والی ہے۔ اس میں کتاب کا ایک مطلب احکامات اور فرائض بھی ہیں۔ تو اس میں کچھ فرائض ہیں، کچھ احکامات ہیں اور فرائض ایسی چیز ہیں جو ضروری ہیں، لازمی ہیں ردّو بدل نہیں ہو سکتیں اور ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ کس طرح ان کی ادائیگی کرنی ہے۔ بڑی واضح تعلیم ہے اور دیگر احکامات میں حالات کے مطابق کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ ان احکامات میں سے بعض ذاتی نوعیت کے ہیں اور ایسے بھی جو جماعتی اور قومی نوعیت کے بھی ہیں۔ جو ذاتی ہیں ان میں بعض حالات اور مجبوریوں کی وجہ سے فرد کو اختیار دیا گیا ہے۔ مثلاً عبادت میں فرض نمازیں ہیں۔ یہ لازمی ہیں۔ نوافل ہیں یہ اختیاری ہیں۔ پھر فرض نمازوں میں باجماعت نماز ہے۔ کھڑے ہو کر پڑھنا ہے، باوضو ہونا ہے، اس طرح کے احکامات ہیں۔ پھر ساتھ ہی بیمار یا مسافر کو بعض سہولتیں بھی دی گئی ہیں۔ تو یہ ہے مکمل تعلیم جو قرآن کریم نے ہمیں دی ہے۔ اسی طرح کی اور بہت ساری مثالیں ہیں۔

پھر جو قومی یا اجتماعی احکامات ہیں مثلاً جہاد یا جنگ کا حکم ہے جس سے اُس طبقے کو شرم آتی ہے جو اِس میں تحریف کرنا چاہتا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ کیا یہ ممالک جن کے پیچھے چل کر یہ لوگ مداہنت دکھا رہے ہیں، بزدلی دکھا رہے ہیں، ان کی خوشامد کرنا چاہتے ہیں، جنگیں نہیں کرتے۔ ان لوگوں کی تاریخ ظالمانہ جنگوں سے بھری پڑی ہے اور پھر اس زمانے میں بھی بعض ملکوں پر ان لوگوں نے ظالمانہ تسلط قائم کیا ہوا ہے اور مسلسل جنگ کی صورت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو، وہ جو صحیح مومن ہے، صحیح مسلمان ہے، شرمندہ ہونے کی بجائے ان لوگوں کو شرمندہ کرنا چاہئے کہ کہتے کیا ہو اور کر کیا رہے ہو۔

دوسرے قرآن میں جہاں جہاد کا حکم ہے جو جنگ کی صورت میں ہے۔ یعنی جنگ کی صورت میں جہاد، تلوار سے جہاد، اس کے لئے بعض شرائط ہیں کہ تمہارے پر کوئی ظلم کرتا ہے، حملہ کرتا ہے تو ظلم کا جواب دو۔ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے تو بہانے تلاش نہ کرو اور خون بہانے کی کوشش نہ کرو۔ اسی طرح بیشمار اور احکامات ہیں۔ جنگی قیدی ہیں ان کے ساتھ انصاف کرو، عدل سے کام لو۔ اور پھر یہ کہ جنگ اور جہاد یعنی تلوار اور بندوق کا جہاد کرنا ہے تو اس کا فیصلہ اولوالامر نے کرنا ہے۔ ہرایرے غیرے نے نہیں کرنا اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جو حکم اور عدل بھیجا ہے جس نے یہ فیصلے اس کتاب کی تعلیم کے مطابق کرنے ہیں کہ اب کون سا عمل اللہ تعالیٰ کی نظر میں احسن ہے، جس نے یہ فیصلے کرنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تفصیل اور وضاحت کیا ہے۔ کون سا عمل اب اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ ہے تو اس حکم اور عدل نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اس زمانے میں میرے آنے

کے ساتھ تیر وتفنگ،تلوار، بندوق کے ساتھ جہاد بند ہے اور اب جہاد کے لئے تم بھی وہی حربے استعمال کرو جو مخالفین استعمال کر رہے ہیں۔ یا تمہارا دشمن استعمال کر رہا ہے۔مخالف لٹریچر اور میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کے خلاف نفرت پھیلا رہا ہے تو تم بھی لٹریچر کے ذریعہ سے نہ صرف اس کا دفاع کرو بلکہ قرآنی تعلیم کو پھیلا کر ثابت کرو کہ یہی ایک تعلیم ہے جو نجات دلانے والی تعلیم ہے جو کہ خدائے واحد کی طرف سے ہے۔اگر یہ لوگ دجل سے کام لیتے ہوئے قرآن کی طرز پر کتاب شائع کر کے عیسائیت کی تعلیم دے رہے ہیں تو اس کا رد کرو۔

پس اس حکم کی اب یہ تشریح ہے کہ اب جہاد تعلیمی اور علمی جہاد ہے۔جہاد کا مطلب صرف تلوار چلانا نہیں ہے۔نہ ہی کبھی آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم نے صرف یہی مطلب سمجھا ہے۔ بلکہ جہاد اکبر قرآنی تعلیم پر عمل کرنا اور اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے۔اگر جہاد کی صورت میں جنگ کا جواب دینے کی اجازت ہے۔اگر حکومت پر کوئی حملہ کرتا،ملکوں پر حملہ کرتا ہے اور حکومتیں جواب دیتی ہیں اور اب بھی اس صورت میں اجازت ہے نہ کہ تنظیموں کا کام ہے۔ان عقل کے اندھوں کو اب یہ بتانا جہاد ہے کہ دلیل سے ہم ثابت کرتے ہیں کہ تمہاری یہ کوشش جو ہے یہ بچگانہ کوشش ہے۔اگر اس کتاب کو دیکھیں تو انتہائی بچگانہ کوشش لگتی ہے۔ بظاہر یہ دعویٰ ہے کہ بڑے عقلمندوں نے بنایا ہے لیکن دیکھنے سے ہی پتہ لگ جاتا ہے، ایک عام فہم کا انسان اس کو دیکھتے ہی سمجھ لیتا ہے کہ انسانی کوشش ہے۔تو بہر حال قرآن کریم کی اصل حالت میں حفاظت کی ، اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم کے بارے میں اس اعلان کی میں بات کر رہا تھا ہمیشہ اس کی حفاظت کروں گا۔

بعض مستشرقین جو ہیں جو اسلام کے خلاف توڑ مروڑ کر بھی پیش کرتے ہیں ان سے بھی یہ تائید کروائی ہے۔انہوں نے بھی بالآخر مجبوراً یہ لکھا ہے۔چنانچہ جان برٹن (John Burton) کی ایک کتاب "TheCollection of The Quran" ہے۔اس میں وہ لکھتے ہیں۔تھوڑا سا حصہ میں پڑھتا ہوں کہ ''ہم تک پہنچنے والا متن بعینہ وہی ہے جو خود نبی (کریم ﷺ) کا مرتبہ اور مصدقہ ہے۔چنانچہ آج ہمارے پاس جو کتاب ہے (یعنی قرآن) یہ دراصل مصحف محمدی ہی ہے''۔

(John Burton, The Collection of The Quran, Cambridge University Press,1997. P. 239-240)

پھر H.A.R Gibb لکھتے ہیں کہ ''یہ ایک نہایت قوی حقیقت ہے کہ (قرآن کریم میں) کسی قسم کی کوئی تحریف ثابت نہیں کی جاسکی۔اور یہ حقیقت بھی بہت قوی ہے کہ محمد (ﷺ) کے بیان فرمودہ الفاظ کو اصل حالت میں مکمل احتیاط کے ساتھ اب تک محفوظ رکھا گیا ہے''۔

(H.A.R.Gobb, Muhammadanism,London, Oxford University Press 1969, P. 50)

سر ولیم میور بہت بڑے مستشرق ہیں `وہ لکھتے ہیں کہ ''دنیا کے پردے پر اور کوئی ایسا کام نہیں کہ جس کا متن بارہ صدیوں کے بعد بھی صحیح ترین حالت میں ہو''۔

(Sir William Muir, Life of Muhammet, London 1878. P. 558)

ڈاکٹر مورس بکائے "The Bible ,The Quran and Science" میں لکھتے ہیں۔فرنچ سے ٹرانسلیشن ہے کہ ''آج کے دور میں مہیا ہونے والے قرآن کریم کے تمام نسخے اصل متن کی دیانتداری سے کی گئی نقول ہیں۔قرآن کے معاملہ میں اب تک کے شب و روز میں تحریف وتبدل کا کوئی سراغ نہیں ملتا''۔

(The Bible, The Quran and Science, Translation from French by Alstair D.Pannel and The Author under heading Conclusion, P. 102)

پھر نولڈیکے جو بہت بڑے مستشرق تھے۔وہ لکھتے ہیں کہ ''اس کے علاوہ ہمارے پاس ہر ایک قسم کی ضمانت موجود ہے اندرونی شہادت کی بھی اور بیرونی کی بھی کہ یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے وہی ہے جو خود محمد (ﷺ) نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی اور اسے استعمال کیا کرتے تھے۔

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ16)

پھر لکھتے ہیں کہ: ’’ممکن ہے کہ تحریر کی کوئی معمولی غلطیاں ہوں‘‘۔یعنی طرزِ تحریر میں ہوں تو ہوں، یہ ان کا طرز ہے شک میں ڈالنے کے لئے بہرحال۔ ’’لیکن جو قرآن عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اس کا مضمون وہی ہے جو محمد نے پیش کیا ہے (ﷺ)۔گو اس کی ترتیب عجیب ہے۔یورپ کے محققین کی وہ تمام کوششیں جو قرآن میں بعد میں بعض اضافہ جات ثابت کرنے کے لئے کی گئی تھیں قطعاً ناکام رہی ہیں ۔

(Encyclopaedia Britanica. Edition:1911. Under heading "Quran". P. 905)

اس طرح کے بہت سارے ہیں۔پس یہی وہ کتاب ہے، اَلْکِتٰب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت خاتم الانبیاء پر اتری۔اس میں تحریف کی نہ پہلے بھی کوئی کوشش کامیاب ہوئی نہ آئندہ ہوسکتی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مَیں اس کی حفاظت کروں گا۔یہ انسانوں کے ذریعہ ہمارے تک نہیں پہنچی بلکہ اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمائے تھے کہ اس کی حفاظت کے سامان ہمیشہ ہوتے رہے۔اور ان کی کوششوں کے باوجود نہ ہی کبھی یہ الزام لگ سکتا ہے کہ اس میں کسی زمانہ میں بھی کبھی ردّوبدل ہوئی۔

کتاب کے معنی جمع کرنے والی چیز کے بھی ہیں۔پس اس لحاظ سے قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں تمام قسم کی تعلیمات جمع ہوگئی ہیں۔اس میں تمدنی علم بھی ہے، مذہبی علم بھی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا، اقتصادی بھی ہے، سائنسی بھی ہے، اخلاقی تعلیم بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ ذَالِكَ الْكِتَابُ یعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلعت وجود پہنا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل تر ہے۔پس جو تعلیمات اس میں جمع کی گئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر اپنے کامل علم کے مطابق اتاری ہیں کیونکہ شریعت کامل ہو رہی تھی اس لئے تمام تعلیمات جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں اس طرح کسی اور شرعی کتاب میں اس اعلیٰ پائے کی نہیں اتریں۔بعض احکامات ایک جیسے ہیں لیکن ان کے بھی معیار وہ نہیں ہیں۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مزید فرمادیا کہ میں جو تمام علوم کا سرچشمہ ہوں تمہیں بتا رہا ہوں کہ اس تعلیم کے اعلیٰ پائے کے ہونے میں کوئی شک نہیں اور کسی بھی شک وشبہ میں کوئی گنجائش نہیں۔تم لاکھ کوشش کرلو اس جیسی کتاب نہیں بنا سکتے۔دجل سے کام لے کر کوشش تو کرلو گے لیکن فوراً ننگے ہوجاؤ گے۔چنانچہ ذرا سے غور سے جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا ایک عام آدمی بھی، معمولی تعلیم یافتہ بھی اس کو دیکھ لے تو پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں کتنے سقم ہیں، کتنی بے ترتیبیوں سے ان کو جوڑا گیا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ توحید کا بیان ہے، توحید کے اردگرد گھومتی ہے۔جبکہ اس کو اگر پڑھیں تو مسلمانوں کو بگاڑنے کے لئے کوشش کی گئی ہے اور بڑی ہوشیاری سے شروع میں ہی تثلیث کا بیان کردیا گیا ہے۔لیکن اسی آیت میں توحید کا بیان کرکے تثلیث کو توحید بنادیا۔ایک مسلمان جس کو بنیادی علم ہے وہ کس طرح اس کو قبول کرسکتا ہے یا تو ہوشیاری یہ ہوتی ہے کہ پہلے کچھ نہ کچھ توحید کا بیان کیا جاتا پھر گھوم پھرا کر اس میں تثلیث کا کچھ حصہ ڈال دیا جاتا۔تو بے وقوفی تو یہاں تک ہے کہ شروع میں ہی ایک ہی آیت میں جو انہوں نے اپنی طرف سے آیت بنائی ہے اس میں توحید اور تثلیث کا بیان ہے۔بہرحال اس کو یہاں بیان کرنے کی تو ضرورت نہیں۔اس میں فضول باتیں ہی ہیں۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھتا ہوں۔اس بات کی وضاحت میں کہ جو الہام الٰہی ہے اس کی جو ہدایت ہے ہر ایک طبیعت کے لئے نہیں ہے۔بلکہ الہام الٰہی کا یا اللہ تعالیٰ کی تعلیم کا اُن طبائع پر اثر ہوتا ہے جن کی طبیعتیں صاف ہوں۔ہر حکم جو ہے، جو تعلیم اترتی ہے ان لوگوں کے لئے ہے جو پاک طبیعت رکھتے ہیں، جو صفت تقویٰ اور صلاحیت سے متصف ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: ’’اس آیت پر یعنی الٓمّٓ ۔ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ (سورۃ البقرہ آیت 3:) پر غور کرنا چاہئے کہ کس لطافت اور خوبی اور رعایت ایجاز سے خدائے تعالیٰ نے وسوسہ مذکور کا جواب دیا ہے‘‘ یعنی اگر یہ سوال اٹھتا ہے کہ ہر ایک اس تعلیم سے کیوں نہیں اثر لیتا تو اس کو اس آیت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔کس خوبی سے اللہ نے جواب دیا ہے۔’’اول قرآن شریف کے نزول کی علت فاعلی بیان کی‘‘، یعنی اس کے نزول کی، اترنے کی وجہ ’’اور اس کی عظمت اور بزرگی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا الٓمّٓ میں خدا ہوں جو سب سے زیادہ جانتا ہوں۔یعنی نازل کنندہ اس کتاب کا مَیں ہوں جو علیم و حکیم ہوں جس کے علم کے برابر کسی کا علم نہیں۔پھر بعد اس کے علتِ مادّی قرآن کے بیان میں

فرمائی اوراس کی عظمت کی طرف اشارہ فرمایااورکہا ذَالِکَ الْکِتٰبُ وہ کتاب ہے۔یعنی ایسی عظیم الشان اورعالی مرتبت کتاب ہےجس کی علّتِ مادّی''اس کے پیداہونے کی وجہ''علم الٰہی ہے۔یعنی جس کی نسبت ثابت ہے کہ اس کا منبع اورچشمہ ذات قدیم حضرت حکیم مطلق ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔''اس جگہ اللہ تعالیٰ نے''وہ'' کا لفظ اختیار کرنے سے جوبُعد اوردُوری کے لئے آتا ہےاس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ کتاب اس ذات عالی صفات کے علم سےظہور پذیر ہے جواپنی ذات میں بےمثل ومانند ہے۔جس کے علوم کاملہ اوراسرار دقیقہ نظرانسانی کی حدّ جولان سے بہت بعیداوردُور ہیں''۔یعنی اس کے اندر جوکامل علم ہے، جوکامل تعلیم ہےاس کے اندراور جوراز کی باتیں پوشیدہ ہیں اور جوگہرائی کی باتیں پوشیدہ ہیں وہ انسان کا،عام آدمی کا جوفہم وادراک ہےاس سے بہت دور ہیں۔''پھر بعداس کے علّت صوری کا قابل تعریف ہوناظاہر فرمایا۔''یعنی ظاہری شکل جو ہے''اورکہا لَارَیْبَ فِیْہِ یعنی قرآن اپنی ذات میں ایسی صورت ومدلل ومعقول پرواقع ہے کہ کسی نوع کے شک کرنے کی اس میں گنجائش نہیں۔یعنی وہ دوسری کتابوں کی طرح بطورکتھا اورکہانی کےنہیں۔ بلکہ اَدِلّۂ یقینیہ و براہینِ قطعیہ پر مشتمل ہے''،یعنی اس میں یقینی دلائل بھی موجود ہیں اور بڑے صاف ستھرےاورقطعی طور پرروشن نشان موجود ہیں۔''اوراپنے مطالب پرحُجَجِ بیّنہ اور دلائل شافیہ بیان کرتا ہے''۔جوبھی اس کا مطلب ہےمکمل طور پرکھل کران کی دلیلوں کے ساتھ،کافی شافی دلیل کے ساتھ ان کوبیان کرتا ہے۔''اورفی نفسہٖ ایک معجزہ ہے جوشکوک اورشبہات کے دورکرنے میں سیف قاطع کاحکم رکھتا ہے''۔ایک ایسامعجزہ ہے جوہرقسم کے شکوک وشبہات دورکردیتا ہےاورایک تیز دھارتلوار کاحکم رکھتا ہے کہ اگراس طرح اس کو سمجھاجائے توجومتقی ہے، جواس کوسمجھنے کی کوشش کرے گااس کا ہرشک، ہرشبہ کٹ جائے گا،ختم ہوجائے گا۔''اورخداشناسی کے بارے میں صرف ہونا چاہئے کےظنّی مرتبہ میں نہیں چھوڑتا''۔اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ ہونا چاہئے۔''بلکہ ہے کے یقینی اورقطعی مرتبے تک پہنچاتا ہے''۔اس بات پرقائم کرتا ہے کہ خدا ہے۔

پھرآپ فرماتے ہیں کہ:''یہ توعلل ثلاثہ کی عظمت کا بیان فرمایااورپھر باوجودعظیم الشان ہونے ان ہرسہ علّتوں کے''ان سب وجوہات کے، جوتینوں وجوہات بیان کی ہیں''جن کوتاثیراوراصلاح میں دخل عظیم ہے علّت رابعہ'' چوتھی جواس کی وجہ ہے، جواس کا اصل مقصد ہے۔''یعنی علّت غائی،نزول قرآن شریف کوجوراہنمائی اور ہدایت ہےصرف متقین میں منحصر کردیا''۔یعنی یہ باتیں ان لوگوں کوپہنچیں گی ان کو یہ باتیں سمجھ آئیں گی جومتقی ہوں گے۔وہ لوگ عام لوگ نہیں۔جب تک تقویٰ نہ ہوانہیں کوئی نہیں لے سکتا۔''اورفرمایا ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن کہ یہ کتاب صرف ان جواہر قابلہ کی ہدایت کیلئے نازل کی گئی ہے جوبوجہ پاک باطنی وعقلِ سلیم وفہمِ مستقیم وشوقِ طلب حق ونیّتِ صحیح انجام کاردرجۂ ایمان وخداشناسی وتقویٰ کامل پر پہنچ جائیں گے''۔یعنی یہ کتاب ان لوگوں کوہدایت دے گی،ساری نصیحتیں ان لوگوں کوپہنچیں گی جوایسےلوگ ہیں جواس قابل ہیں جوہدایت پائیں۔ اورکس طرح اس قابل بنیں گےجن کے اندرونے پاک ہوں گے،جن کوعقل ہوگی اورفہم ہوگا۔جوسیدھے راستے پر چلنے والا ہواورحق کوپانے کے لئے ایک شوق ہوگا،طلب ہوگی اورصحیح نیت ہوگی توپھرآخرکاران کوخداتعالیٰ کی پہچان ہوگی اور پھروہ تقویٰ جوکامل ہےاس تک پہنچ جائیں گے۔اگر یہ چیزیں نہیں ہیں توقرآن کریم کی کسی کوسمجھ نہیں آسکتی۔فرمایا:''یعنی جن کوخدااپنےعلمِ قدیم سے جانتا ہے کہ ان کی فطرت اس ہدایت کے مناسبِ حال واقعہ ہےاوروہ معارف حقانی میں ترقی کرسکتے ہیں وہ بالآخراس کتاب سے ہدایت پاجائیں گےاوربہرحال یہ کتاب ان کوپہنچ رہے گی۔اورقبل اس کے جووہ مریں خداان کوراہ راست پرآنے کی توفیق دے دے گا۔

اب دیکھواس جگہ خدائے تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ جولوگ خدائے تعالیٰ کے علم میں ہدایت پانے کے لائق ہیں اوراپنی اصل فطرت میں صفتِ تقویٰ سے متصف ہیں وہ ضرور ہدایت پاجائیں گے۔اورپھراُن آیات میں جواِس آیت کے بعدلکھی گئی ہیں اسی کی زیادہ ترتفصیل کردی اور فرمایا کہ جس قدرلوگ (خداکےعلم میں) ایمان لانے والے ہیں وہ اگرچہ ہنوز''ابھی''مسلمانوں میں شامل نہیں ہوئے پرآہستہ آہستہ سب شامل ہو جائیں گےاوروہی لوگ باہررہ جائیں گےجن کوخداخوب جانتا ہے کہ طریقۂ حقّۂ اسلام قبول نہیں کریں گے''۔اسلام کاطریق قبول نہیں کریں گے۔''اورگوان کونصیحت کی جائے یانہ کی جائے ایمان نہیں لائیں گے یامراتبِ کاملہ تقویٰ ومعرفت تک نہیں پہنچیں گے۔غرض ان آیات میں خدائے تعالیٰ نے کھول کربتلادیا کہ ہدایت قرآنی سےصرف متقی متنفع ہوسکتے ہیں جن کی اصل فطرت میں غلبہ کسی ظلمتِ نفسانی کانہیں''۔وہی لوگ فائدہ

اٹھا سکتے ہیں، وہی لوگ نفع حاصل کر سکتے ہیں جن کی فطرت میں کسی قسم کا نفسانی اندھیرا اور گند نہیں ہے۔‘‘ اور یہ ہدایت ان تک ضرور پہنچ رہے گی۔ یعنی جو لوگ متقی نہیں ہیں نہ وہ ہدایت قرآنی سے کچھ نفع اٹھاتے ہیں اور نہ یہ ضرور ہے کہ خواہ نخواہ ان تک ہدایت پہنچ جائے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم ۔روحانی خزائن جلد1صفحہ200-202 حاشیہ۔ مطبوعہ لندن)

پس اس تعلیم کو سمجھنے کیلئے، سننے کے لئے تقویٰ ضروری ہے۔ اس تعلیم کو سننے والوں میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے اور ابوجہل جیسے لوگ بھی تھے لیکن حق کی تلاش والے قبول کر کے بہترین انجام کو پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ نے وہ مقام پایا جو رہتی دنیا تک سنہری حروف میں لکھا جانے والا ہے اور جو ابوجہل جیسے لوگ تھے وہ اپنے بدترین انجام کو پہنچے۔ پس آج بھی دجّالی چالیں چلنے والے جو یہ کوششیں کرنے لگے ہیں کہ اس کتاب کو بدل دیں تو وہ بھی اپنے بدانجام کو دیکھ لیں گے اور وہ اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ لیکن جو لوگ اس پاک کتاب کو، پاک تعلیم کو، پاک دل سے سنتے اور پڑھتے ہیں تو یہی تعلیم ہے جو ان کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے والی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’ایسی کامل کتاب کے بعد کس کتاب کا انتظار کریں جس نے سارا کام انسانی اصلاح کا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پہلی کتابوں کی طرح صرف ایک قوم سے واسطہ نہیں رکھا بلکہ تمام قوموں کی اصلاح چاہی اور انسانی تربیت کے تمام مراتب بیان فرمائے۔ وحشیوں کو انسانیت کے آداب سکھائے۔ پھر انسانی صورت بنانے کے بعد اخلاق فاضلہ کا سبق دیا۔ یہ قرآن نے ہی دنیا پر احسان کیا کہ طبعی حالتوں اور اخلاق فاضلہ میں فرق کر کے دکھلایا۔ اور جب طبعی حالتوں سے نکال کر اخلاق فاضلہ کے محل عالی تک پہنچایا تو فقط اسی پر کفایت نہ کی بلکہ اَور مرحلہ جو باقی تھا یعنی روحانی حالتوں کا مقام اس تک پہنچنے کیلئے پاک معرفت کے دروازے کھول دیئے‘‘۔ طبعی حالتوں سے اخلاقی حالتوں تک پہنچایا اور جب اخلاق فاضلہ تک پہنچ گئے تو پھر روحانی مقام عطا فرمایا۔ بلند کرنے کیلئے طریقے سکھلائے۔

فرماتے ہیں: ’’معرفت کے دروازے کھول دیئے اور نہ صرف کھول دیئے بلکہ لاکھوں انسانوں کو اس تک پہنچا بھی دیا۔ پس اس طرح پر تینوں قسم کی تعلیم جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کمال خوبی سے بیان فرمائی۔ پس چونکہ وہ تمام تعلیموں کا جن پر دینی تربیت کی ضرورتوں کا مدار ہے کامل طور پر جامع ہے اس لئے یہ دعویٰ اس نے کیا کہ میں نے دائرہ دینی تعلیم کو کمال تک پہنچایا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:4) یعنی آج مَیں نے دین تمہارا کامل کیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا اور مَیں تمہارا دین اسلام ٹھہرا کر خوش ہوا۔ یعنی دین کا انتہائی مرتبہ وہ امر ہے جو اسلام کے مفہوم میں پایا جاتا ہے یعنی یہ کہ محض خدا کے لئے ہو جانا اور اپنی نجات اپنے وجود کی قربانی سے چاہنا، نہ اور طریق سے اور اس نیت اور اس ارادہ کو عملی طور پر دکھلا دینا۔ یہ وہ نقطہ ہے جس پر تمام کمالات ختم ہوتے ہیں‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10صفحہ367-368۔مطبوعہ لندن)

اور یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جو ہمیں قرآن کریم نے دی ہے۔ پس یہ خوبصورت تعلیم جو ہے اس عظیم نبیؐ پر اتری اور اس نے ہم تک یہ پہنچائی۔ جس کا نہ سابقہ شریعت کوئی مقابلہ کر سکتی ہیں نہ آئندہ کوئی کتاب بن سکتی ہے، نہ آ سکتی ہے، نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی تعلیم کو سمجھنے اور اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے اور پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

غزل

مکرم ومحترم پروفیسر مبارک احمد صاحب عابدؔ

ہم کو یہ چاہت کہاں تھی بے ارادہ ہو گئی
بے قراری شوق کی حد سے زیادہ ہوگئی

ایک ہم کہ کیا دیا ہے اس کو زخموں کے سوا
ایک وہ آغوش کہ پھر بھی کشادہ ہوگئی

جب بھی سورج ہوا گرمِ سفر تو راہ میں
برف کی دیوار کوئی ایستادہ ہوگئی

جب بھی سورج ہوا گرمِ سفر تو راہ میں
برف کی دیوار کوئی ایستادہ ہوگئی

جونہی وہ محفل میں آیا دل کھنچے اس کی طرف
ہر کسی کی آنکھ محوِ استفادہ ہو گئی

جب چلے ہم ساتھ اسکے یہ خبر ہی نہ ہوئی
طَے مسافت زندگی کی پا پیادہ ہوگئی

اسکی خوشبو آ رہی ہے تیری ہراک بات سے
تم کو چاہت تو نہیں اس سے مبادہ ہوگئی!

ہر دھنک، ہر رنگ عابدؔ تھا اسی گلفام سے
زندگی اِس سے بچھڑ کر کتنی سادہ ہوگئی

یورپ میں عائلی زندگی میں پیش آمدہ مسائل اور ان کا حل

مکرم ومحترم سید کمال یوسف صاحب

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً لا قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ط اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ o

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ط وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ o (الاحقاف آیات 16-17)

اورہم نے انسان کو اپنے والدین سے احسان کی تعلیم دی تھی کیونکہ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں اٹھایا تھا اور پھر تکلیف کے ساتھ اس کو جنا تھا اور اس کے اٹھانے اور اس کے دودھ چھڑانے پر تیس مہینے لگے تھے پھر جب انسان اپنی کامل جوانی یعنی 40 سال کو پہنچ گیا تو اس نے کہا۔اے میرے ربّ! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور (اس بات کی توفیق دے) کہ میں ایسے اچھے اعمال کروں جن کو تو پسند کرے اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر۔میں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔

(جو لوگ ایسا کریں گے) وہی لوگ ایسے ہونگے جن کے اچھے اعمال ہم قبول کرینگے اور ان کی بدیوں سے ہم درگزر کریں گے۔یہ لوگ جنّت میں جائیں گے۔یہ ایک سچّا وعدہ ہے۔جو شروع (پیدائش آدم) سے مومنوں سے کیا جا رہا ہے۔

(ترجمہ از تفسیر صغیر از الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب خلیفۃ المسیح الثانی)

خاکسار کی تقریر کا عنوان ''یورپ میں عائلی زندگی میں پیش آمدہ مسائل کیا ہیں اور پھر اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان مسائل کا حل تلاش کرنا ہے''۔آپ نے اپنے قیمتی اوقات میں سے پچیس منٹ خاکسار کو اظہار خیال کے لئے دیئے اس مختصر سے وقت کا زیادہ حصہ چند مسائل کے بیان میں صرف ہو جائے گا اور مذکورہ مسائل کا حل پیش کرنے کے لئے بہت کم وقت بچے گا وباللہ التوفیق

نمبر 1: یورپ کے معاشرے میں قدم رکھنے کے نتیجہ میں ہمیں جن عائلی مسائل کا سامنا ہے اگر ہم والدین اور ہمارے بچوں کو ان مسائل کا صحیح ادراک اور سوجھ بوجھ ہو جائے تو حِفظِ مَا تقدّم کے طور پر پیش قدمی کرتے ہوئے ان مسائل کی بروقت بلکہ قبل از وقت روک تھام کرنے میں انشاء اللہ العزیز کامیاب رہیں گے۔

نمبر 2: عائلی زندگی کے مسائل پر غور کرنے کے لئے عائلی زندگی کو دو طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ایک طبقہ ایسے بیاہتا جوڑوں کا ہے جو ایک لمبا عرصہ ازدواجی زندگی کا پاکستان میں گزار چکے ہیں اور پھر ایک لمبا عرصہ انہیں یورپ میں گزارنے کا موقع ملا اور اس کے باوجود بعض سنگین قسم کے عائلی مسائل کا شکار ہوگئے جس

کے نتیجہ میں ازدواجی بندھن ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا یا ہوتے ہوتے خدا کے فضل سے بچا۔

دوسرا طبقہ ایسے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا ہے جو یا تو پیدا ہی یورپ میں ہوئے یا بہت چھوٹی عمر میں یہاں آئے اور یہیں مغرب کے ماحول میں پروان چڑھے یا پھر ایسے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا ہے جو یورپ میں مقیم کسی لڑکے یا لڑکی سے شادی کے نتیجہ میں پاکستان سے یہاں آئے ہیں۔ بہرحال یورپ میں مقیم احمدیوں کی اکثریت انہی دو طبقوں پر مشتمل ہے۔ پھر کچھ نومبائعین ہیں۔ ان نومبائعین میں تو کچھ مقامی نژاد ہیں، کچھ غیر از جماعت پاکستانی ہیں اور کچھ مقامی نژاد تو نہیں مگر یورپ ہی کے کسی ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اکثریت پاکستانیوں ہی کی ہے۔

نمبر 3: ہمارے نوجوان بچے جو یورپ میں پیدا ہوئے ان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ ایسی نرسری یا کنڈر گارڈن یا daghem میں زیرِ تربیت رہتے ہیں جن کے مربی اور نگران بالعموم سراسر بے دین اور دہریئے ہیں، انکی اہل زبان، پیشہ ورمربیانہ تربیت میں بچہّ مقامی زبان تو اچھی سیکھ لیتا ہے جو اچھی بات ہے مگر ساتھ ہی ایک قسم کی بے حجابی اور بے با کی اور ماں باپ کے ساتھ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس رنگ میں بات کرنا جس میں بے ادبی اور بے لحاظی کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ ایسے بچوں کے ہم جولی جن کی اکثریت غیر مسلم ہوتی ہے انکی بیٹھک، ان کے پہناوے کا رنگ ڈھنگ حتیٰ کے ان کا خورد و نوش اور آدابِ طعام اور طرزِ گفتگو سب ان کو متاثر کرتی ہے۔ گویا یہ ایسی نرسری یا dagis میں ہمارے بچوں کی اخلاقی عمارت کی پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھی جا رہی ہوتی ہے۔

خشت اوّل چوں نہد معمار کج تا ثُریّا مے رود دیوار کج

مغرب میں بچہ جس عمر میں نرسری کے غیر اسلامی ماحول کے زیر اثر بظاہر تو پھل پھول رہا ہوتا ہے مگر باطن بگاڑ کا شکار ہو رہا ہوتا ہے۔ ایک احمدی بچے کی یہی وہ نازک ترین عمر ہوتی ہے۔ جس میں اسے ہر وقت ایک دیندار احمدی ماں کے قدموں میں پروان چڑھنے کے نتیجہ میں اس کے محبوب رسول ﷺ کی محبت، خلیفۃ المسیح کی محبت، دین اسلام کے ابتدائی اسباق اور آداب سے مانوس ہو سکتا ہے۔ اور اسی میں جنّت ماں کے قدموں کے نیچے ہونے کا راز مضمر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شِیر خوار

پھر انکے سکولوں کی تعلیم مخلوط تعلیم ہے۔ تعلیمی اداروں کا ڈسپلن چاہے کتنا ہی قابل تعریف ہو مگر اساتذہ اور طلباء کا ذہنی ماحول بُرا نہیں تو بے دین ضرور ہوتا ہے۔ اساتذہ اور student counsellor اسلامی اقدار کے خلاف مسلمان بچوں کے ذہن کو بڑی ہوشیاری سے تیار کرتے ہیں۔ ماں باپ کی اسلامی تربیت کو آزادیٔ ضمیر کے خلاف دباؤ کا رنگ دے کر ماں باپ کے خلاف اُکساتے ہیں۔ خصوصیت سے مستقبل کے شادی بیاہ کے رشتے کے متعلق انہیں تاثر دیا جاتا ہے کہ یہ شادی ان کی ہے ماں باپ کی نہیں۔ اس لئے ماں باپ کے زیر اثر اپنی مرضی کیخلاف کہیں شادی نہ کر بیٹھنا طالب علم کو سمجھایا جاتا ہے کہ اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنا ان کا حق ہے۔

پھر بچے اور بچیاں کالجز میں جاتے ہیں اور یہاں بھی تعلیم مخلوط ہے۔ یہاں بھی کسی حد تک اس شعر کی کیفیت نظر آتی ہے۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

یہاں پھر یہ خطرہ ہے کہ بچے غیر از جماعت لڑکے یا لڑکیوں کی طرف رجحان رکھنا شروع کر دیتے ہیں۔

نمبر 4: اس مرحلے میں دو بڑے مسئلے پیدا ہوتے ہیں۔ایک اٹھارواں سال عمر کا مسئلہ ہے جہاں مغرب میں اٹھاراں سال کی عمر کو زندگی کا اہم موڑ سمجھا جاتا ہے وہاں اسلام میں سات سے دس سال کی عمر جو والدین کی سایۂ عاطفت میں تربیت کے دور کے بعد بارہ سال کی عمر دینی بلوغت کا اہم موڑ آتا ہے۔یورپ کے معاشرے میں اٹھاراں سال کی عمر کا خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اسے ماں باپ سے علیحدہ مکان لے کر آزادانہ رہنے کا بھوت سوار ہوتا ہے۔گو بچّے عموماً ایک شہر میں الگ الگ گھروں میں رہتے ہیں۔مگر پھر اس سے بڑھ کر ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسرے شہر بلکہ دوسرے ملک نہ صرف لڑکے بلکہ لڑکیوں کو بھی اعلیٰ تعلیم کے لئے بھجوایا جاتا ہے۔

نمبر 5: لڑکے اور لڑکیاں جب تعلیم سے فارغ ہو جاتے ہیں پھر جہاں لڑکوں نے تو ملازمت شروع کرنی ہی ہوتی ہے۔لڑکی بھی ملازمت شروع کر دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ

نمبر 6: روزی کمانے والی لڑکی کا خاوند اگر کماتا بھی ہے تب بھی ان معنوں میں روائتی ''قوّام'' نہیں رہتا جن معنوں میں سمجھا جاتا ہے کہ خاوند کی فضیلت بیوی پر اس وجہ سے ہے کہ وہ روزی کما کر بیوی بچوں کو پالتا ہے۔بلکہ ایک حیثیت سے بیوی "قوّام" بن جاتی ہے یا ایک عرصہ کے لئے بنی رہتی ہے بعض صورتوں میں یورپ میں مقیم بیوی شادی سے بھی پہلے کمانا شروع کرتی ہے اور اس کا خاوند بعد میں پاکستان سے آنے والا ہو تو اس کے خاوند کا ویزا اور یورپ میں قیام بیوی کے مرہونِ منّت ہوتا ہے۔اس تناظُر میں خاوند کی قوّام ہونے کی حیثیتِ عُرفی بہت بُری طرح مجروح ہو جاتی ہے

نمبر 7: یہ صورت بچوں کے والدین سے تعلّقِ محبت کو بھی متاثر کرتی ہے۔جبکہ انھیں بتایا جاتا ہے کہ بچوں کی تعلیم، قیام وطعام میں ریاست کے رہینِ منّت ہے ماں باپ کی وجہ سے نہیں ہے۔بچوں کے ماں باپ کے حلقۂ اثر سے کسی حد تک بے نیاز ہونے کی ایک نفسیاتی وجہ یہ بھی ہے کہ بچوں کے تمام اخراجات ریاست اٹھاتی ہے بلکہ بچوں کی وجہ سے ہی انہیں اکثر سہولتیں میسر ہوتی ہیں۔

نمبر 8: اب بچوں کی شادی کے لئے موزوں رشتوں کے انتخاب کا مرحلہ سامنے آتا ہے۔گزشتہ نصف صدی سے آغاز میں رشتے پاکستان یا ہندوستان کی لڑکی یا لڑکے سے ہوتے رہے ہیں۔جب جرمنی میں احمدی آئے تو انگلستان کی طرف رجحان ہوا، پھر پاکستان اور انگلستان کو چھوڑ کر جرمنی کی طرف رجحان ہوا، پھر اب اکثریت کا رجحان ہے کہ لڑکا یا لڑکی یورپ، امریکہ یا کینیڈا کے ہوں تو یورپ میں پروان چڑھے بچوں کے لئے ایک دوسرے کو سمجھنے کے زیادہ امکان ہیں۔

نمبر 9: اسلام نے کفو کی تعلیم دی ہے کہ شادی کے لئے ایسے خاندان کو ترجیح دو جہاں ذہنی اور مذہبی رجحان اور معاشرتی اور قومی اونچ نیچ دونوں خاندانوں سے ملتا جلتا ہو۔مگر ان تمام ترجیحات پر دینی حیثیت کو سب سے زیادہ ترجیح دینا انجام کے لحاظ سے بہتر ہوگا۔

نمبر 10: یورپ میں پروان چڑھی لڑکیوں کے لئے پاکستان یا ہندوستان سے خاوند لانے کے خلاف رجحان نے زور پکڑا ہے اور والدین یا لڑکیاں اب پاکستان سے خاوند لانے کی حق میں نظر نہیں آتیں اور کسی حد تک یورپ میں پروان چڑھے لڑکے بھی پاکستان سے دولہن لانے کے حق میں نظر نہیں آتے۔

نمبر 11: پاکستان سے لڑکا نہ لانے کی وجوہات، ایک تو لڑکا جو

پاکستانی ماحول کا عادی ہے جہاں لڑکی نے مخلوط تعلیم نہیں پائی ہوتی غیر محرم اور بے حجابانہ ماحول میں ملازمت نہیں کرتیں جب وہ اپنی منگیتر یا منسوبہ کے متعلق یہ دیکھتا یا سوچتا ہے کہ وہ کسطرح بے حجابانہ اپنے غیر محرم افسر مجاز سے گفتگو کرتی ہے تو اس پر اسکی انگلی اٹھنی شروع ہو جاتی ہے۔

پھر ایسی بچی بعض فیصلے خاوند کی اجازت کے بغیر کرتی ہے جو اسکو شادی سے پہلے سے ہی کرنے کی عادت ہو چکی ہوتی ہے تو اسے عجیب لگتا ہے۔لڑکی کے لئے مشکل یہ ہوتی ہے کہ پاکستان سے آیا خاوند پہلے دو سال تو زبان نہ جاننے کی وجہ سے کوئی ڈھنگ کی ملازمت نہیں کر سکتا بلکہ نکھٹو بن کر اور اقتصادی طور پر بیوی کا مرہون منت رہتا ہے اور پھر جب کچھ عرصہ کے بعد کسی قابل ہوتا ہے تو اپنی کمائی اپنے ماں باپ یا بہنوں یا بھائی کو بھجوانے کی فکر میں ہوتا ہے اور یہ بھی بات ہے کہ غریب ماں باپ بیٹے سے توقع رکھتے ہیں اور یہ ان سے وعدہ کر کے آیا ہوتا ہے کہ وہ جلد پاکستانی رشتہ داروں کا اقتصادی رنگ میں ہاتھ بٹائے گا۔اور وہ بیوی کے احساسات کو نظر انداز کر دیتا ہے۔اس رویہ کے باعث میاں بیوی میں تناؤ پیدا ہو جاتا ہے۔

جہاں لڑکا لڑکی پر شک کی نظر رکھتا ہے وہاں لڑکی کے ماں باپ اس خوف میں مبتلا رہتے ہیں کہ لڑکے نے کہیں محض ویزا کی خاطر تو رشتہ قبول نہیں کیا اور کہیں مستقل ویزا لگتے ہی اس کے تیور بدلنے تو شروع نہیں ہو جائیں گے ایک عرصہ تک دونوں پر شک و شبہات کی تلوار لٹکی رہتی ہے۔

جماعت میں اصلاحِ احوال کا بہت اعلیٰ کامیاب نظام موجود ہے اگر اسمیں یہ بھی شامل کر لیا جائے کہ ایسے خاندانوں کو متوقع خدشات سے شادی سے پہلے ہی مطلع کر دیا جائے تو امید کی جا سکتی ہے کہ دونوں ہی اپنے رویہ کو صحیح راستہ پر لانے میں کوئی دقت محسوس نہیں کریں گے۔

نمبر12: مذکورہ خدشات کے علاوہ ایک رجحان ایسا ہے جسکی پذیرائی نہیں ہونی چاہیے۔اور وہ یہ ہے کہ جو شخص بھی ایک عرصہ سے یورپ میں مقیم ہے وہ یورپ کے طور طریقہ سے اچھی طرح متعارف ہے اس کے مقابل پر جو بھی اوّل اوّل یورپ آئے گا اسے ماحول سے مانوس ہونے میں کچھ دیر لگے گی۔اس معمولی سی اونچ نیچ کو کلچر کا گہرا اختلاف اور تضاد کا رنگ دے کر یہ کہنا کہ ایسا رشتہ کفو نہیں ہے اور یہ کہ یورپ کے تمدّن سے نا واقف ایک دوسری کی برابری نہیں کر سکتے ایک غلط تصوّر ہے۔ہم لوگ جو پاکستان سے آئے ہیں اگر یورپ کے عیسائی نام نہاد مہذب لوگ باوجود تمدن کے شدید اختلاف کے ہمیں قبول کرتے آئے ہیں تو ہم جو بنیادی طور پر ہیں ہی ایشیائی محض چند سال کی یورپ میں رہائش کی وجہ سے دیگر ایشیائی احبابِ جماعت کو اتنا ادنیٰ کیوں تصور کرتے ہیں۔تارکین وطن مسلمان ہوں یا غیر مسلم جو ایشیا یا افریقہ سے آتے ہیں وہ بڑی کثرت سے اپنے عزیزوں اور اقرباء سے شادی رچا کر ان کے مالی حالات بہتر کرنے کی نیت سے یورپ میں انہیں آباد کر رہے ہیں تو ہم احمدیوں کو بدرجہ اولیٰ اپنے مالی لحاظ سے کمزور اقرباء کی بہتری کے لئے ان سے شادی کر کے ان کے نامساعد حالات کو بہتر کرنے میں مدو معاون ہونا چاہیے۔اس طرح ایک تیر سے دو شکار کئے جا سکتے ہیں۔شادی تو آپ نے کرنی ہی کرنی ہے اسطرح اپنا خاندان اور تھرڈ ورلڈ کے احمدی خاندانوں کو یورپ کے آزاد ملکوں میں لا کر بسانا ایک فریضہ اور اعلیٰ نیکی ہے۔شادی کے علاوہ بھی کئی قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے کئی طریقے ہیں مثلاً یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے لئے داخلہ وغیرہ کے ذریعہ سے مغرب میں احمدیوں کی آبادی کو تقویت دی جا سکتی ہے۔

نمبر13: جہاں تھرڈ ورلڈ کے احمدیوں کو یورپ میں آباد کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے وہاں میں نہائت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنے سے رک نہیں سکتا کہ شادی ناکام ہونے کی صورت میں بعض ایسے یورپ میں مقیم خاندان یا شخص بھی ہیں جنہوں نے نئے آنے والے یا نئے آنے والی کے ویزا منسوخ کروانے کی حتی القدر کوشش کی ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ تنگ نظری اور تنگ ظرفی کی انتہا ہے،ہم پر پاکستان میں دشمنوں نے رزق کے دروازے بند کر دیئے ہوئے ہیں جس کے خلاف ہم بجا طور پر احتجاج کرتے ہیں لیکن یہاں کیفیت یہ ہے کہ ہم اپنے ہی ہم مذہب پر ویزا منسوخ کروا کران پر رزق کے دروازے بند کر رہے ہیں۔

نمبر14: رشتہ کے سلسلہ میں نوجوانوں میں خصوصاً کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم کے دوران غیر از جماعت لڑکی یا لڑکے سے شادی کے رجحان کا امکان ہوتا ہے۔لڑکی کو تو کسی صورت میں بھی غیر از جماعت سے شادی کی اجازت نہیں ہے یہ قطعی حکم ہے۔امام وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے قطعی حکم قرار دیا ہے۔اس کے مقابل پر لڑکے کو مشروط طور پر غیر از جماعت لڑکی سے شادی کی اجازت تو مل سکتی ہے مگر اس مشروط اجازت کے باوجود اس سے فائدہ اٹھانا سراسر ظلم بلکہ اس وقت گناہ بن جاتا ہے جب یہ سوچا جائے کہ ہماری اپنی احمدی لڑکیاں تو مناسب رشتہ نہ ملنے کے نتیجہ میں گھر میں بیٹھی رہیں اور بڑے میاں باہر سے ایک لڑکی لاکر اسے آباد کرنے کی فکر میں ہوں۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح کے ارشادات آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم

برادرم مکرم! السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا۔حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی خدمت میں ایک مناسب موقعہ پر پیش ہوا۔حضرت فرماتے ہیں کہ یہ امر بالکل ہمارے طریق کے برخلاف ہے کہ آپ اپنی لڑکی ایک ایسے شخص کو دیں جو کہ اس جماعت میں داخل نہیں۔یہ گناہ ہے۔فرمایا۔ان کو لکھو۔یہی آپ کے واسطے امتحان کا وقت ہے۔دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہیے۔صحابہؓ نے دین کی خاطر باپوں اور بیٹوں کو قتل کر دیا تھا۔کیا تم دین کی خاطر ایک بہن کو ناراض بھی نہیں کر سکتے۔فرمایا۔آپ کی بہن اور اس کا بیٹا بالغ عاقل ہیں۔خدا کے نزدیک وہ مجرم ہیں کہ سلسلہ حقہ میں داخل نہیں ہوتے۔ان کو سمجھاؤ۔اگر سمجھ جائیں تو بہتر ورنہ خدا کو کسی کی کیا پرواہ ہے۔پس یہ قطعی حکم ہے۔کہ جو لڑکا احمدی نہ ہو۔اس کو لڑکی دینا گناہ ہے۔

والسلام۔خادم عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ

از قادیان 17-04-1907

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنام مولوی فضل الرحمان صاحب آف قصبہ پیلالی ضلع گجرات)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ:

سوال: احمدی لڑکوں کی شادیاں غیر احمدیوں میں کیوں ہوتی ہیں؟

جواب: احمدی لڑکے جب غیروں سے بچیاں لے کر آتے ہیں تو لازماً کچھ احمدی لڑکیاں بغیر خاوندوں کے رہ جائینگی۔اسلئے یہ نہایت ہی ظالمانہ فعل ہے۔نظام جماعت بھی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی احمدی لڑکا بغیر اجازت کے کسی غیر احمدی سے شادی

کرے۔پس اگر کوئی ایسی حرکت کرے گا تو میں اسے جماعت سے باہر نکال دوں گا۔کیونکہ وہ ظلم کرنے والا ہے۔وہ اپنی احمدی بچیوں کے حقوق تلف کرتا ہے۔اپنی مرضی سے باہر چلا جاتا ہے اور پھر اگلی نسلوں کو تباہ کرتا ہے۔غیر احمدی عورتیں اوّل تو خاوند کے دین کو بھی خراب کرنا شروع کر دیتی ہیں۔اور پھر بچوں کو مائیں تباہ کر دیتی ہیں۔اسلئے احمدی لڑکوں کا غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کرنا ہر طرح خودکشی ہے۔

(کولمبو۔سری لنکا میں مجلس علم وعرفان منعقدہ 10 اکتوبر 1983ء کو ایک سوال کے جواب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشادات کا ملخص)

رفیقۂ حیات فی الدنیا والاخرۃ کے انتخاب کے لئے ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ہر قسم کی راہ نمائی ملتی ہے اور احباب جماعت کے لئے وہی آخری ہدایت نامہ ترویج ہے۔موجودہ دور میں خصوصیت سے مغرب میں جہاں بے حجاب مرد اور عورت کا آمنا سامنا ہے اور روزمرہ کا میل جول ہے وہاں اسبات کا خدشہ موجود ہے کہ لڑکی از خود والدین اور نظام جماعت کی راہ نمائی کے بغیر اپنے خاوند کے انتخاب میں کوئی غیر اسلامی رویہ اختیار کرے۔ایسے امکان کے تدارک کے لئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بروقت صنف نازک کی راہ نمائی کے لئے جلسہ سالانہ جرمنی پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے 23 اگست 2003ء کو فرمایا:

بچیوں کے رشتوں کے معاملے ہوتے ہیں۔گو ماں باپ اچھا سوچتے ہیں سوائے شاذ کے جو بیٹی کو بوجھ سمجھ کر گلے سے اتارنا چاہتے ہیں۔بچیوں کو ان کے رشتوں کے معاملے میں (دین) یہ اجازت دیتا ہے اگر تم پر زبردستی کی جا رہی ہے تو تم نظام جماعت سے،خلیفہ وقت سے مدد لے کر ایسے ناپسندیدہ رشتے سے انکار کر دو۔لیکن یہ اجازت پھر بھی نہیں ہے کہ اپنے رشتے خود ڈھونڈتی پھرو۔بلکہ رشتوں کی تلاش تمھارے بڑوں کا کام ہے یا نظام جماعت کا۔ہاں پسند ناپسند کا تمھیں حق ہے۔جس لڑکے کا رشتہ آیا ہے اس کے حالات اگر جاننا چاہو تو جان سکتی ہو۔سب سے بڑھ کر یہ کہ دعا کر کے شرح صدر ہونے پر رشتے طے کرنے چاہئیں۔رشتوں کے بارے میں آزادی کے نام نہاد دعویدار تو یہ آزادی عورت کو آج دے رہے ہیں۔اسلام نے آج سے چودہ سوسال پہلے عورت کی یہ آزادی قائم کردی۔(رشتوں کے سلسلہ میں بچیوں کی پسند ناپسند (روزنامہ الفضل 17 اپریل 2009ء)

نمبر15:اب آخر میں مختصراً اہم پختہ عمر کے ازدواجی مسائل کا ذکر کرتا ہوں۔خاکسار کا تاثر تھا کہ عائلی مسائل صرف نوجوانوں میں ہی زیادہ ہیں۔مگر یورپ میں الٹی گنگا بہ رہی ہے۔اچھے بھلے خاندان جو ایک لمبا عرصہ سے پہلے پاکستان میں اور پھر باہر مغرب میں آکر بھی لمبا عرصہ سے اکھٹے ہو رہے ہیں ان کے بندھنوں میں بھی دراڑیں پڑ رہی ہیں اور ان میں طلاق/خلع کی تعداد نوجوانوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے جو بہت ہی افسوس اور فکر کا باعث ہے۔

اس لمبے عرصہ کے ازدواجی بندھن کے ٹوٹنے کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ جہاں میاں بیوی میں تناؤ اور کشمکش تو لمبا عرصہ سے چل رہی تھی مگر اب خاوند کا ظلم سہتے سہتے برداشت اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے اور اعصاب جواب دے چکے ہیں اس لئے اب مزید ظلم کی چکی میں پسے جانے کی سکت نہیں رہی۔خاوند کے پاس بھی علیحدگی کے عذر بیوی سے کچھ کم نہیں۔وہ کہتا ہے کہ اس پھوہڑ اور منہ پھٹ عورت سے اتنی دیر اس لئے لٹکا رہا ہوں کہ بچے

چھوٹے ہیں بڑے ہولیں تو پھر اس سے چھٹکارا حاصل کر سکوں گا۔اس لئے اب ہم علیحدہ ہو رہے ہیں۔اس قسم کے عذرات تو ہمارے کہنے سننے کو ہیں۔اگر غور کیا جائے تو ان عذرات کے پیچھے چند اور امور ہیں وہ سب تو بیان نہیں ہو سکتے جن کی وجہ سے ان کی ازدواجی زندگی متاثر ہوتی ہے۔

نمبر16:ایک تو ایسے خاندانوں میں قناعت کی کمی ہے۔ ھَلْ مِنْ مَزِید کی دوڑیں،اپنا سرمایہ جوان کا اپنے گھر کا سکون اور بچوں کا مستقبل تھا مزید دولت حاصل کرنے کے لئے داؤ پر لگا دیتے ہیں۔خاوند کی کمائی پر اچھا خاصا گزر ہوتا تھا اب بڑے گھر اور بڑی کار کی خرید سے ایک تنخواہ میں قسطیں پوری ادا نہیں ہو رہی ہیں۔بیگم صاحبہ بھی روزی کمانے کے لئے میدان میں کود پڑیں ہیں۔بچے بھی فارغ وقتوں میں مایا کمانے پر لگا دیئے ہیں۔میاں بیوی دونوں تھکے ماندے گھر کو آتے ہیں،بچے الگ ماں باپ کی توجہ سے محروم پریشان حال ہیں۔گھر جو سکون اور امن کا گہوارا تھا بچے جو مستقبل کا سرمایہ تھے وہ روز بروز آنکھوں کے سامنے ہاتھوں سے جاتے نظر آ رہے ہیں۔مگر مزید مال کی ہوس نے وہ سب کچھ ضائع کر دیا اس کے نتیجہ میں ازدواجی زندگی متاثر نہیں ہوگی تو کیا ہوگا۔

دوسری بڑی وجہ خاوند اور بیوی اور بچوں کے گھر کے کسی فیصلہ میں اتفاق نہیں ہوتا۔بچہ ایک مطالبہ ماں سے کرتا ہے ماں ہاں کر دیتی ہے باپ انکار کر دیتا ہے۔باپ ایک بات بیٹے یا بیٹی کو کہتا ہے ماں اسکی مخالفت خاوند اور بچوں کے سامنے کر دیتی ہے۔اس کے نتیجہ میں خاوند اور بیوی اور بچے بھی سراسر اعتماد کھو بیٹھتے ہیں اور اتفاق کی برکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

نمبر 17: علیحدگی میں بعض نفسیاتی عوامل شامل ہو جاتے ہیں۔ایک تو یہ ملکی قوانین عورت کو طلاق وخلع کی صورت میں صرف اتنا تحفظ ہی نہیں دیتے بلکہ مسلمان خاوند کے خلاف سخت تعصب کی وجہ سے عورت کو علیحدگی پر اکساتے ہیں۔یہ کہکر کہ تم پر خاوند نے ظلم کیا ہے۔ہم تمھیں اسکی نصف جائداد کا وارث بنا دیں گے۔بچوں کی کفالت تمھیں دلا دیں گے۔نیا فرنیشڈ مکان تمھیں مفت میں ملے گا۔صرف اس خاوند سے نجات حاصل کر لو۔پھر بدقسمتی سے خاوند کو بھی کچھ سہولت نظر آتی ہے کہ اپنے ملک اور اپنے رشتہ داروں سے دور ہوں کون مجھے طلاق دینے پر طعن کریگا۔اپنے ملک اور اسلامی اصول میں طلاق یا خلع کی صورت میں جو بظاہر دقتیں ہوا کرتی تھیں اور وہ طلاق وخلع کے راستے میں روک بن کر حائل ہوتی تھیں پھر عزیز و اقارب سمجھانے والے قریب ہوتے تھے ان کا کچھ اخلاقی دباؤ ہوتا تھا وہ یہاں سب مفقود ہوتا ہے اسلئے عورت بھی اور مرد بھی بڑے دھڑلے سے خلع وطلاق کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

نمبر18: عائلی مسائل میں سے چند منتخب مسائل پر ایک چھچھلتی سی ہوئی نظر دوڑائی اور جستہ جستہ چند اور کا ذکر کیا ہے۔اب ان مسائل کا حل کیا ہے؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ جماعت میں تربیت اور اصلاح احوال کا ایک فعّال نظام موجود ہے اگر آپ اس نظام سے رابطہ کریں گے تو انشاء اللہ العزیز بالعموم تقریباً70فی صد سے زائد کیسز میں آپ کی مشکلات کا حل نکل آئیگا۔جو بھی عائلی مسئلہ پیدا ہوا گر متعلقہ فریق نے بروقت استعانت کے لئے نظام جماعت کی طرف رجوع کیا ما شاء اللہ انہیں مسئلہ حل ہوتے ہوئے نظر آیا۔خاکسار اس بات کا گواہ ہے کہ امیر جماعت،مکرم مربی صاحب اور جماعت کے تربیتی نظام نے متعدد ایسے کیسز جہاں

دو خاندان تباہی کے کنارہ پر کھڑے تھے نظام جماعت کی توجہ،راہنمائی اور دعاؤں کے نتیجہ میں وہ تباہی سے بچ گئے اسلئے ا یسے مسائل کو بلاوجہ چھپانا نہیں چاہیئے بلکہ جماعت کے ذمہ دار عہدہ داروں کے سامنے وقت پر لے کر آئیں۔

بگڑے سے بگڑے کام کوٹھیک کرنے کی کلید خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے خصوصاً اس زمانے کے لئے مساجد میں باجماعت نماز ادا کرنے والوں کو ہر مشکل امر میں خدا تعالیٰ نجات کی راہ دکھا دیتا ہے۔نماز تمام سعادتوں،برکتوں اور خوشیوں کی چابی ہے۔دعا کو مُستجاب اور مقبول بنانے کا گُر یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی غرض سے مسئلہ پیش کیا جائے۔

گھر کے امن کو خراب کرنے والی وبائیں یورپ میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں عیسائی تہذیب کا دجّالی فتنہ اتنا مُہیب ہے کہ اسکی دسترس سے کوئی از خود بچ نہیں سکتا۔جسقدر انبیاء علیہ السلام اب تک آئے ان سب نے اس دجّالی فتنہ اور ابتلاء سے اپنی اُمتّوں کو متنبہ کیا۔پہلے ابتلاء اور فتنہ کی نشاندہی کی ہے وہ اس کے رنگ ڈھنگ سے تنبیہ کی پھر اس سے بچنے کا طریق بتایا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے گھروں کو اس بربادی کی طرف لانے والے دجالی فتنہ کی تحریکات کو ایک عظیم الجُثہ سے تشبیہ دی ایک ایسی بظاہر بھیڑ کی طرح معصوم مگر بباطن بھیڑیا جیسی عورت سے جسکی چکنی چپڑی باتیں شیریں مقالی، دل پسند رکھ رکھاؤ، ہمدردی ،درد انسانیت کے پھپھڑے دل کو لبھانے والے ہوتے ہیں مگر اندر سے وہ ایک ایسی پُھنسی کی طرح ہوتی ہے جس کی جلد باہر سے سفید شفاف اور چمکیلی نظر آتی ہے مگر اس کے اندر گند بھرا ہوتا ہے۔قرآن کریم کی آخری سورتوں میں اس فتنہ کی نشاندہی کے لئے نَفّٰثٰتِ فِي الْعُقَد کے الفاظ آتے ہیں یعنی ایمانی عقیدت کی گرہوں، عائلی بندھنوں اور اخلاقی ضوابط کو پھونکوں سے توڑنے والی کہا گیا ہے۔

خالق اور اس کی مخلوق کے درمیان عبودیت کا تعلق امام الزماں اور اس کے متبعین کے درمیان عہد بیعت کا تعلق، والدین اور انکی اولاد کے ساتھ حسن و احسان کے روابط، میاں بیوی کے ازدواجی بندھن اور محبت کے عہد و پیماں، معاشرتی تعلقات، اخلاق حسنہ کے قواعد و ضوابط ان تمام تعلقات کو جڑھ سے اکھاڑنے کے لئے یہ عظیم الجُثہ ہر وقت مصروف عمل رہتی ہے۔اور یہ فتنہ اتنا گھمبیر ہے کہ اس سے از خود نجات کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ایسے وقت میں آنحضرت ﷺ فداہ نفسی فرماتے ہیں کہ صرف اور صرف مسیح وقت کی دعائیں اس کی زہریلی کچلیوں کو توڑ دیں گی پس اے اس زمانہ کے مومن اور مومنہ فَـاِنْ رَاَیْـتَ یَوْمَـئِذٍخَـلِیْـفَةَ الـلّٰـهِ فِي الْاَرضِ فَالْزِمُوْا اگر تجھے یہ سعادت نصیب ہو کہ تجھے خلیفہ اللہ نظر آئے جا بھاگ کر اس سے لپٹ جا اس کا دامن مضبوطی سے تھام لے جو وہ کہے وہ کر پھر اس کے نتیجہ میں اس کی دعاؤں کے حِصار میں آ جائیگا جس کو کوئی دجّالی طاقت توڑ نہیں سکتی۔

امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط بنام ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل ؓ صاحب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

31 اگست 1905ء

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی میر محمد اسمٰعیل سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: میں نے تمھارا خط پڑھا۔ چونکہ ہمدردی کے لحاظ سے یہ بات ضروری ہے کہ جو امر اپنے نزدیک بہتر معلوم ہو اس کو پیش کیا جائے۔ اس لئے میں آپ کو لکھتا ہوں کہ اس زمانہ میں جو طرح طرح کی بدچلنیوں کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نسل خراب ہوگئی ہے۔ لڑکیوں کے بارے میں مشکلات پیدا ہوگئی ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ بڑی بڑی تلاش کے بعد بھی اجنبی لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے کئی بد نتیجے نکلتے ہیں۔ بعض لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے باپ یا دادوں کو کسی زمانہ میں آتشک تھے اور کئی مدت کے بعد وہ مرض ان میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض لڑکیوں کے باپ دادوں کو جذام ہوتا ہے تو کسی زمانہ میں وہی مادہ لڑکیوں میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض میں سِل کا مادہ ہوتا ہے بعض میں دِق کا مادہ اور بعض کو بانجھ ہونے کی مرض ہوتی ہے اور بعض لڑکیاں اپنے خاندان کی بدچلنی کی وجہ سے پورا حصہ تقویٰ کا اپنے اندر نہیں رکھتیں۔ ایسا ہی اور بھی عیوب ہوتے ہیں کہ اجنبی لوگوں سے تعلق پکڑنے کے وقت معلوم نہیں ہوتے۔ لیکن جو اپنی قرابت کے لوگ ہیں۔ ان کا سب حال معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے میری دانست میں آپ کی طرف سے نفرت کی وجہ بجز اس کے کوئی نہیں ہوسکتی کہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ بشیرالدین کی لڑکی دراصل بدشکل ہے یا کانی یعنی یک چشم ہے یا کوئی ایسی اور بدصورتی ہے جس سے وہ نفرت کے لائق ہے لیکن بجز اس کے کوئی عذر صحیح نہیں ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ لڑکیوں کے اپنے والدین کے گھر میں اور اخلاق ہوتے ہیں اور جب وہ شوہر کے گھر آتی ہیں تو پھر ایک دوسری دُنیا ان کی شروع ہوتی ہے۔ ماسوا اس کے شریعت اسلامی میں حکم ہے کہ عورتوں کی عزت کرو۔ اور ان کی بداخلاقی پر صبر کرو اور جب تک ایک عورت پاک دامن اور خاوند کی اطاعت کرنے والی ہو تب تک اس کے حالات میں بہت نکتہ چینی نہ کرو۔ کیونکہ عورتیں پیدائش میں مردوں کی نسبت کمزور ہیں۔ یہی طریق ہمارے نبی محمد ﷺ کا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی بداخلاقی برداشت کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورت کو تیر کی طرح سیدھی کردے وہ غلطی پر ہے۔ عورتوں کی فطرت میں ایک کجی ہے۔ وہ کسی صورت سے دُور نہیں ہوسکتی۔ رہی یہ بات کہ سیّد بشیرالدین نے بڑی بداخلاقی دکھلائی ہے اس کا یہ جواب ہے کہ جو لوگ لڑکی دیتے ہیں۔ ان کی بداخلاقی قابل افسوس نہیں۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ہمیشہ سے یہی دستور چلا آتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے اوائل میں کچھ بداخلاقی اور کشیدگی ہوتی ہے اور وہ اس بات میں سچے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی جگر گوشہ لڑکی کو جو ناز و نعمت میں پرورش پائی ہوتی ہے۔ ایک ایسے آدمی کو دیتے ہیں۔ جس کے اخلاق معلوم نہیں۔ اور وہ اس بات میں بھی سچے ہوتے ہیں۔ کہ وہ لڑکی کو بہت سوچ اور سمجھ کے بعد دیں۔ کیونکہ وہ ان کی پیاری اولاد ہے اور اولاد کے بارہ میں ہر ایک کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے اور جب تم نے شادی کی اور کوئی لڑکی پیدا ہوئی۔ تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔ لڑکی والوں کی ایسی باتیں افسوس کے لائق نہیں ہوا کرتیں۔ ہاں جب تمھارا نکاح ہو جائے گا۔ اور لڑکی والے تمھارے نیک اخلاق سے واقف ہو جائیں گے تو وہ تم پر قربان ہو جائینگے۔ پہلی باتوں پر افسوس کرنا دانائی نہیں۔ غرض میرے نزدیک اور میری

رائے میں یہی بہتر ہے کہ اس رشتہ کو مبارک سمجھو۔اور اس کو قبول کرلو۔اور اگر ایسا تم نے کیا تو میں بھی تمہارے لئے دُعا کروں گا۔اپنے کسی مخفی خیال پر بھروسہ مت کرو۔جوانی اور نا تجربہ کاری کے خیالات قابل اعتبار نہیں ہوتے۔موقعہ کو ہاتھ سے دینا سخت گناہ ہے۔اگر لڑکی بداخلاق ہوگی تو میں اس کے لئے دعا کروں گا۔کہ اس کے اخلاق تمہاری مرضی کے موافق ہو جائیں گے۔اور سب کجی دُور ہو جائے گی۔ہاں اگر لڑکی کو دیکھا نہیں ہے۔تو یہ ضروری ہے کہ اول اس کی شکل و شباہت سے اطلاع حاصل کی جائے۔لڑکپن اور طفولیت کے زمانہ کی اگر بدشکلی بھی ہو۔تو وہ قابل اعتبار نہیں ہوتی۔اب شکل وصورت کا زمانہ ہے۔میری نصیحت یہ ہے کہ شکل پر تسلی کر کے قبول کر لینا چاہیے۔مولود بے شک پڑھے۔آخر وہ تمہارا ہی مولود پڑھے گی۔حرج کیا ہے۔

والسلام

مرزا غلام احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مکتوب گرامی میں رشتہ تزویج کے وقت سلسلہ جنبانی کے ابتدائی مرحلہ میں پیش آنے والے مسائل اور ان کا حل تجویز فرمایا ہے وہاں میاں کے لئے ہونے والی بیوی کے حلیہ بُشرہ اور خاوند کے لئے پسندیدہ ہونے کا ذکر تکرار سے فرمایا ہے۔اور آپ کا یہ فرمانا اپنے اندر ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتا ہے۔یعنی بعد کے زمانہ میں جو ہمارا زمانہ ہے اس میں خاوند بیوی میں حُسنِ سیرت کے علاوہ حسنِ صورت کو بھی غیر معمولی اہمیت دیگا جس سے مسائل اور زیادہ پیچیدہ ہو جائیں گے۔اس لئے ساتھ ہی سمجھا دیا کہ نوعمر لڑکیاں چھوٹی عمر میں بالعموم خوبصورت نظر نہیں آتیں مگر شادی کے بعد ان کے روپ میں رنگ چڑھتا اور جوبن میں آتا ہے،اسطرح اوصاف حمیدہ کے کسی ایک وصف میں کچھ تھوڑی بہت کجی نظر آئے تو وہ بھی شادی کے بعد میاں کی صالحانہ رفاقت سے اس کے اوصاف حمیدہ میں مزید ترقی ہونے کی امید رکھنی چاہیے اور دعا کے ذریعہ اس کا مداوہ تلاش کرنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے مکتوب گرامی میں حضرت میرؓ صاحب کے ہاں مستقبل میں بیٹیوں کے پیدہ ہونے کا ذکر بھی ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتا ہے کہ مکرم میر صاحب کے ہاں ایک سے ایک بڑھ کر سعادت مند لڑکیاں پیدا ہونگی اور اس مبشر اولاد میں سے خصوصیت سے ایک ایسی نیک بخت بٹی بھی ہوگی جس کے نصیب میں حضرت امام الزماں کی بہو ہونے کا شرف بھی ہوگا اور حضرت میر صاحب اس طرح خدمت امام الزماں کے سمدھی ہونے کا بھی اعزاز پائیں گے۔الغرض حضور علیہ الصلوۃ السلام کا مذکورہ مکتوب گرامی عائلی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر ہماری راہ نمائی کا باعث بن رہا ہے۔

خاکسار نے اپنی حقیر معروضات کا جسطرح ایک اہم قرآنی دعا کے ساتھ آغاز کیا تھا اسی طرح اب اپنی حقیر معروضات کا اختتام بھی ایک اہم قرآنی دعا کے ساتھ،ایک ایسی اہم قرآنی دعا کے ساتھ جو ہماری،ہم سب کی،خوشحالی عائلی زندگی کے لئے صلحاء امت اور احباب جماعت احمدیہ کا آزمودہ تیر بہدف بیش قیمت تعویز ہے کرنا چاہوں گا اور وہ دعا یہ ہے:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا o (الفرقان آیت 75)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد میں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر، اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے (الفرقان 75)

دُعا کرنا

محترمہ سلمیٰ بنت قریشی محمود الحسن صاحبہ
سرگودھا۔ پاکستان

قسم کھا کر خدا کی جو عہد باندھا خلافت سے
اب اس عہد وفا کی لاج رہ جائے۔ دُعا کرنا

میری نسلیں قیامت تک وفادارِ خلافت ہوں
ثباتِ پاء کہیں ٹھوکر نہ کھا جائے۔ دُعا کرنا

خلافت پر میں اپنا دل و جان قربان کر جاؤں
ہر ایک لمحہ اسی کے نام ہو جائے۔ دُعا کرنا

دعا کرنا خلافت کی ردا سر پر رہے دائم
دل وجاں برفدائے دین ہو جائے۔ دُعا کرنا

خلافت سے محبت سے ملے گی تمکنت دیں کو
سِتم کا دَور فتح میں بدل جائے۔ دُعا کرنا

خلافت کے پرستاروں میں میرا نام بھی لکھنا
یہی تدبیر مولیٰ کو پسند آئے۔ دُعا کرنا

کوئی احسن عمل دربارِ حق پیش کے قابل
مقدر سے میرے بھی نام ہو جائے۔ دُعا کرنا

تمہاری دِید ہو جائے ۔ ہماری عید ہو جائے
میرے سائیں میرے مرشد تُو آ جائے۔ دُعا کرنا

(بشکریہ مکرم ومحترم عبداللطیف انور صاحب)

نگاہِ بینا

مکرم ڈاکٹر عبدالرؤف خان صاحب

تجھے ڈھونڈ لوں تجھے جا ملوں جو ہو تیرا کوئی پتہ نشاں
کروں میں تلاش تجھے کہاں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

سیر و سیاحت بھی ایک عجیب نعمت ہے اگر دیکھنے والی آنکھ ہو سُننے والے کان ہوں اور ان کے ساتھ اگر احساس کی دولت بھی نصیب ہو تو انسان خلق کو دیکھ کر، کائنات میں بکھرے ہوئے طرح طرح کے نعمات کو سُن کر اور محسوس کر کے بالآخر خالق حقیقی کی طرف رہنمائی پا جاتا ہے اور بے اختیار اس کے دل سے یہ آواز بلند ہوتی ہے۔

رَبَّنَامَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً ج سُبْحٰنَکَ فَقِنَاعَذَابَ النَّارِ .

اے ہمارے رب تو نے اس عالم کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو (ایسے بے مقصد کام کرنے سے) پاک ہے پس تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (اور ہماری زندگی کو بے مقصد ہونے سے بچالے) (تفسیرِ صَغیر۔سورۃ ال عمران۔آیت192)

احساسات بھی اپنے ظرف کے مطابق ہوتے ہیں۔کسی نے ایک عرب بدو سے پوچھا کہ تمہارے پاس خدا کی ہستی کا کیا ثبوت ہے تو اُس نے جواب دیا:

"البعرُ تَدلُّ عَلی الْبَعِیرِ وَ اَثرُ الْقَدمِ عَلَی السَّفِیرِ فَا السَّمَآ ءُ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْاَرْضَ ذَاتِ الْفِجَاجِ. اَمَا تَدُلُّ عَلیٰ قَدِیرِ . " یعنی جب کوئی شخص جنگل میں گزرتا ہوا ایک اونٹ کی مینگنی دیکھتا ہے تو سمجھ لیتا ہے کہ اس جگہ سے کسی اونٹ کا گزر ہوا ہے اور جب وہ صحرا کی ریت پر کسی آدمی کے پاؤں کے نشان دیکھتا ہے تو یقین کر لیتا ہے کہ یہاں سے کوئی مسافر گزرا ہے۔تو کیا تمہیں یہ زمین اپنے مع اپنے وسیع راستوں کے اور یہ آسمان مع اپنے سورج اور چاند اور ستاروں کے دیکھ کر اس طرف خیال نہیں جاتا کہ ان کا بھی کوئی بنانے والا ہوگا۔ (ہمارا خدا۔صفحہ 52)

اکثر لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو دُنیا سے بنا دیکھے ہی گزر جاتے ہیں۔ سنتے ہیں مگر نہیں سُنتے، کچھ سطحی نظر تو ڈالتے ہیں لیکن غور و فکر نہیں کرتے۔ بہت تھوڑے ہیں جو کائنات کی کھلی کتاب کو پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صنّاعی میں محو ہو کر رہ جاتے ہیں۔

کیا آپ نے چودھویں کی چاندرات میں تاج محل کو دیکھا ہے؟ بات یوں ہوئی کہ جب میں بی۔فارمیسی کا طالبعلم تھا تو دسمبر 1954 میں پنجاب یونیورسٹی نے ہم طلبا کو ایک تعلیمی ٹور پر انڈیا بھجوایا۔ان دنوں میاں افضل حسین پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔اُنہوں نے لاہور کے پاسپورٹ افسر کو ایک خط لکھا اور چند دنوں میں ہم سب کو ہندوستان کے لئے عارضی پاسپورٹ مل گئے۔اسی طرح میاں افضل حسین صاحب نے انڈین ویزہ افسر سے کہہ کر ہمارے لئے ویزوں کا انتظام کروا دیا۔ہم لوگ دسمبر کی غالباً 20-21 تاریخ کو بذریعہ ریل لاہور سے واہگہ اٹاری ہوتے ہوئے امرتسر پہنچے اور پھر وہاں سے بھی بذریعہ ریل دہلی گئے جہاں چند روز کی سیر کے بعد آگرہ کے لئے روانہ ہوئے۔تاج محل دیکھنے کا شوق ہر شخص کو بے چین کئے ہوئے تھا۔میں نے بھی یہ شاہکار پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔آگرہ پہنچنے پر کسی نے مشورہ دیا کہ آج چاند کی چودھویں تاریخ ہے اور تاج محل کو چاند کی چاندنی میں دیکھنے کا یہ نادر موقع شاید پھر کبھی نہ مل سکے۔وہ زمانہ امن کا زمانہ تھا۔ہم سب طلباء بمعہ ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر محمد امین صاحب اور اُن کی اہلیہ جو کہ فرانسیسی نژاد تھیں تانگوں پر سوار ہو کر رات بارہ بجے سے قبل تاج محل پہنچ گئے۔دسمبر کی یہ ایک سرد اور بھیگی ہوئی رات تھی۔آسمان بالکل صاف تھا اور ستارے جگمگا رہے تھے اور چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ایسے میں سنگِ مرمر کے تاج محل پر نظر ٹھہرتی نہ تھی۔یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے "محبت سنگِ مرمر میں ڈھل کر ابھی ابھی جمنا جَل سے نہا کر بال نچوڑتی ہوئی نکلی ہو"۔اس روح فزا سماں کو دیکھ کر میں کچھ ایسا مسحور ہوا کہ لگا جیسے وقت

کا دھارا تھم گیا ہو۔ کبھی نگاہ چاند میں اللہ تعالیٰ کے حسن کو دیکھتی تھی۔ کبھی انسانی ہاتھوں کے تراشے ہوئے سنگ مرمر کے حسین تاج محل کو اور پھر نہ معلوم کب سے بہتے ہوئے دریائے جمنا کی لہروں میں ڈوب جاتی اور یہ پیغام لاتی:

مجھے دیکھ عجز فقیر میں مجھے دیکھ شوکت شاہ میں
نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں

میرے ایک عزیز دوست ڈاکٹر رشید احمد یوسفی صاحب (حال مقیم لندن) ہیں۔ ہمیں شومیٔ قسمت سے 1963-64 میں جدہ میں اکٹھے رہنے کا موقع ملا۔ ایک روز ہم نے اپنے ایک عرب دوست سے پوچھا کہ بحرالاحمر کو بحرالاحمر کیوں کہتے ہیں۔ جواب ملا کہ کسی دن عصر کے بعد ساحل سمندر سے غروب آفتاب کا نظارہ کرو تو سمجھ جاؤ گے۔ چنانچہ میں اور ڈاکٹر یوسفی صاحب بمعہ ایک دو اور دوستوں کے عصر کی نماز کے بعد جدہ کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ اُس زمانہ میں یہ بندرگاہ بہت مختصر سی تھی صرف ایک ہی پلیٹ فارم تھا اور وہ بھی خالی پڑا تھا۔ کُھلا سمندر صاف نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہمیں یوں لگا جیسے ایک بہت بڑا دہکتا ہوا تانبے کا تھال دُور سمندر میں غوطہ لگا رہا ہے جس سے ابھی چھَن کی آواز بلند ہوگی۔ جیسے ہی سورج سمند کی سطح سے چھوا تمام پانی بالکل سرخ ہو گیا۔ قدرت کا یہ نظارہ اتنا عجیب و غریب تھا کہ اسے الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں۔ روشنی کے گُم ہونے اور تاریکی چھا جانے کے خوف نے دل میں ایک عجیب ہیجان برپا کر دیا اور ہم گھروں کو لوٹ آئے۔

صحرا کی بھی اپنی ایک خوبصورتی ہے۔ دن کے وقت دور دور تک پھیلے ہوئے ریت کے میدان عجیب سراب کا نظارہ پیش کرتے ہیں لیکن جونہی سورج غروب ہوا ریت اپنی خاصیت کی وجہ سے بہت جلد ٹھنڈی ہو کر روح اور جسم کو راحت پہنچاتی ہے۔ کئی بار مکہ مکرمہ جاتے ہوئے چودھویں کے چاند کا صحرا میں طلوع ہونے کا دلکش منظر دیکھنے کا موقع ملا۔ چاند جب آہستہ آہستہ ریت کے ٹیلوں سے بلند ہوتا ہے تو ایک عجیب روح پرور منظر پیش کرتا ہے جس کے بیان کے لئے الفاظ کافی نہیں۔ تیزی سے بھاگتی ہوئی موٹر کار سے یوں دکھائی دیتا ہے جیسے چاند نے آپ کے ساتھ ایک ریس لگائی ہو اور ریت کے ٹیلوں کے بیچ آنکھ مچولی کھیل رہا ہو۔ وادی فاران میں چودھویں کے چاند کو دیکھ کر دل سے یہ آہ بھی نکلتی کہ کاش اللہ تعالیٰ اس وادی کے مکینوں کو اُس چودھویں کے چاند کو بھی پہچاننے اور اُس پر ایمان لانے کی توفیق بخشے جو آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کے عین مطابق چودھویں صدی ہجری کے سر پر طلوع ہو چکا ہے۔

بچپن سے ہی راسخ تصورات میں سے ایک یہ بھی تصور ہے کہ یہ بے شمار پرندے جو ہر طرف چہچہاتے پھرتے ہیں گو ہم انکی زبان نہیں سمجھتے لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید بیان کرتے ہیں۔ اس کا ایک تجربہ یوں ہوا کہ جس فلیٹ میں ہم گذشتہ تیس سال سے مقیم ہیں اس بلڈنگ کے وسط میں ہم نے مل کر ایک چھوٹا سا باغیچہ بنا رکھا ہے جس میں پھولدار پودے اور ہرے بھرے درخت ہیں۔ اگر موسم صاف ہو تو گرمیوں کی رات کا اندھیرا بھی اتنا خوفناک نہیں ہوتا جتنا کہ موسم سرما کا دن۔ موسم گرما میں صبح روشنی ہونے سے قبل ایک پرندہ صحن میں چکر لگاتا ہے اور اپنی آواز میں دوسرے پرندوں کو گویا نماز کے لئے جگاتا ہے۔ اس کی ایک ہی آواز سے اِردگرد بیٹھے بیسیوں پرندے یک آواز ہو کر اس کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ نہایت خوبصورت آوازیں پو پھٹنے کے ساتھ ہی بالکل خاموش ہو جاتی ہیں۔ کھڑکی سے باہر جھانکیں تو گویا یہ پرندہ ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ اب تہجد کا وقت ختم ہوا اور صبح کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

ہوئی ختم رات سحر ہوئی ہے فضا میں ایک سکون سا
ہے عجیب روح فزا سماں میرے دل میں آ میرے دل میں آ

حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدہ کردہ مخلوق اپنے اپنے رنگ میں اپنے خالق کے آگے سربسجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ط كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۔ ترجمہ: کیا تو دیکھتا نہیں کہ اللہ وہ ہے کہ جو آسمانوں اور

زمین میں رہتے ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے اس کے سامنے حاضر ہیں۔اُن میں سے ہر ایک اپنی اپنی پیدائش کے مطابق اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔(سورۃ النور۔آیت 42،ترجمہ از تفسیر صغیر)

قصہ مختصر:

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
مجھے دیکھ رفعت کوہ میں مجھے دیکھ پستی کاہ میں
مجھے دیکھ عجز فقیر میں مجھے دیکھ شوکت شاہ میں
میرا نور شکل ہلال میں میرا حسن بدر کمال میں
کبھی بلبلوں کی صدائیں سن کبھی دیکھ گل کے نکھار میں

اور آخر میں:

نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں

(1:"ہمارا خدا" مصنفہ قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ 2:"دُرِّ عدن" منظوم کلام حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ 3:منظوم کلام میر اللہ بخش تسنیم صاحب مطبوعہ دسمبر 1970 رسالہ "انصار اللہ")

ضمیر کی بیداری

ایک اندھیری رات میں ایک شخص اپنے ہمسائے کے کھیت میں داخل ہوا اور اپنے خیال میں سب سے بڑا تربوز چُرایا اور اسے لے کر گھر آیا۔

جب اس نے اسے چیرا تو دیکھا کہ وہ ابھی کچا ہی تھا اور ذائقہ میں پھیکا اور سخت بدمزہ۔

تب اچانک ایک معجزہ رونما ہوا۔

اس کا ضمیر بیدار ہوا اور اسے ندامت کی آگ میں جلانے لگا اور وہ تربوز چُرانے پر پچھتایا۔ (خلیل جبران)

ارشاد امام الزمان
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

چاہئے کہ ایسے آدمی منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جائے بشرطیکہ اُن کی اخلاقی حالت اچھی ہو اور تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں۔مستقل، راست قدم اور بُردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں۔اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں۔مسائل سے واقف اور متقی ہوں کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے وہ آپ جاذب ہوتا ہے وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔

(ملفوظات جلد 9۔صفحہ 415-416)

ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ علمی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں۔۔۔۔تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے۔مگر ایسے آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔آنحضرت ﷺ کے صحابہ بھی اشاعتِ اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے یہ کو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہؓ میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا۔

اگر اسی طرح بیس یا تیس آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلدی تبلیغ ہو سکتی ہے۔مگر جب تک ایسے آدمی ہمارے منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں تب تک ہم اُن کو پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درخت کے پتوں پر ہی گزر کر لیتے تھے۔۔۔۔اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جاویں جو فقط لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچا دیں تو بھی بہت بڑے فائدہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 241-242)

ہریاول گھر

The Greenhouse

مکرم سجاد احمد صاحب

گزشتہ چند سالوں سے دنیا بھر میں بدلتے موسموں کی سختیاں انسانوں کیلئے طرح طرح کی مشکلات پیدا کر رہی ہیں۔ صدیوں سے برصغیر پاک و ہند میں رہنے والے مون سون کی ہواؤں کے ساتھ آنے والے خوشگوار موسم سے لطف اندوز ہوتے آ رہے تھے۔مگر اب یہ ہوائیں اپنے ساتھ ایسے طوفان لے کر آتی ہیں کہ ہر طرف تباہی چھوڑ جاتی ہیں۔ برطانیہ اور دیگر یورپ کے ممالک بھی آج موسمی شدت کے اثرات محسوس کر رہے ہیں۔اسی طرح وسطی اور شمالی امریکہ بھی آئے دن شدید طوفانوں کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔اب ہم گلوبل وارمِنگ global warming یعنی دنیائے عالمگیر کی سطح پر درجہ حرارت میں اوسطاً اضافے سے متعلق خبریں اوران پر مبنی تجزیےسُن اور پڑھ رہے ہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا کہ یہ صورت حال پیدا ہوگئی ؟ آیا انسان کا اس میں کوئی عمل دخل ہے؟

ان سوالوں کا جواب اس حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ سو سال کے دوران دنیا کے ایک بڑے حصہ میں صنعتی انقلاب آیا اور یہی بگڑتی ہوئی موسمی صورت حال کی بڑی وجہ سمجھی جا رہی ہے۔

مگر اس سے پہلے کہ صنعتوں کے ماحولیات پر منفی اثرات پر روشنی ڈالی جائے یہ مناسب ہوگا کہ ہم زمین کے گرد اس کرہ ارض کا جائزہ لے لیں جو کہ اللہ سبحان تعالیٰ نے اس سیارے کیلئے بنایا تا کہ ہم انسان اس میں رہ سکیں۔قرآن شریف کی سورہ الحجر آیت نمبر20 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں:

’’اور ہم نے زمین کو پھیلایا ہے اور اس میں ہم نے محکم پہاڑ قائم کئے ہیں اور نیز ہم نے اس میں ہر قسم کی موزوں چیزوں کو (پیدا کیا اور) بڑھایا ہے‘‘۔

اس آیت سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں دنیا میں انسان کو پیدا کیا تو وہاں دوسری تمام چیزوں کو انسان کیلئے موزوں بنایا۔یعنی انھیں انسان کی ضروریات کے متوازن in balance رکھا۔ چاہے یہ سمندر ہو، ہوائیں ہوں ،بادل ہوں یا پھر زمین کے اردگرد موجود کرہ ارض ہو۔زمین پر درجہ حرارت کو بھی اللہ تعالیٰ نے روز ازل ہی سے انسانی ضرورت کے مطابق balanced بنایا۔

ایک اور جگہ سورہ الانعام آیت نمبر 166 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اور وہی ہے جس نے تمھیں دنیا میں (پہلوں کا) قائم مقام بنایا ہے اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں اس لئے فوقیت دی ہے کہ اس نے جو کچھ تمھیں دیا ہے اس میں تمھاری آزمائش کرے۔تیرے رب کی سزا یقیناً جلد آ جاتی ہے اور وہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے‘‘۔

رب کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کے ساتھ ساتھ آزمائش یعنی امتحان کا ذکر بھی ملتا ہے۔آزمائش میں ناکامی کی صورت میں پھر سزا کی خبر بھی انسان کو پہنچا دی گئی۔

ہریاول گھر کے تصور سے ہم سب بخوبی واقف ہیں خا ص طور ہم سب جو سکینڈے نیویا میں رہتے ہیں جہاں سردی نسبتاً شدید ہوتی ہے۔اکثر لوگ اپنے باغیچوں میں شیشے کا یہ گھر نصب کر دیتے ہیں اور اسمیں اپنی من پسند سبزیاں اگا لیتے ہیں۔اصولاً سورج کی کرنیں شیشے کے گھر میں داخل ہو جاتی ہیں اور بعد ازاں حرارت میں تبدیل ہو کر جب واپسی کا راستہ لیتی

ہیں تو یہ شیشہ انھیں فرار نہیں ہونے دیتا۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہریاول گھر کے اندر درجہ حرارت سبزیوں کیلیئے موزوں ہو جاتا ہے چاہے اسکے بیرون میں درجہ حرارت منفی ہی کیوں نہ ہو۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین کو ایک ہریاول گھر کے اندر بند کر رکھا ہے۔اس ہریاول گھر میں شیشے کی بجائے گرین ہاؤس گیسیں greenhouse gases وہی مقاصد پورا کرتی ہیں جو ہریاول گھر کا شیشہ کرتا ہے۔ان گیسوں کی بدولت زمین پر درجہ حرارت کو انسان دوست بنا دیا گیا ہے اور یہ سبب greenhouse effect کہلاتا ہے۔مگر یہ نعمت اس چیز سے مشروط ہے کہ ہم انسان کرہ ارض میں موجود ان گیسوں کے قدرتی توازن ومقدار میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہ کریں۔ ان گیسوں کی مقدار میں تھوڑی سی کمی کریں تو ہمیں زمین پر شدید سردی کا سامنا کرنا پڑئے گا جو global cooling کہلائے گی اور اگر ان میں تھوڑا سا بھی اضافہ کیا تو موجودہ صورت حال یعنی global warming پیدا کر دے گا۔اللہ سبحان تعالیٰ کے قائم کردہ گرین ہاؤس گیسوں پر مشتمل ہریاول گھر میں ہم اہل زمین نے یہ greenhouse gases اضافی طور پر اپنی صنعتوں میں تیار کر کے شامل کر دی ہیں اور یوں قدرت کے قائم کردہ ہریاول گھر کی ساخت کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔زمین کے گرد اب اس ہریاول گھر نے اضافی حرارت کو زمین کی جانب منعکس کرنا شروع کر دیا ہے جسکے نتیجہ میں پوری زمین اضافی حرارت کو محسوس کر رہی ہے۔سمندر کے پانیوں کا درجہ حرارت بڑھ گیا جسکی بناء پر اب زیادہ سے زیادہ اور شدید سے شدید سمندری طوفان آنے لگے۔اسی کی مثال امریکہ میں آنے والے Catrina نامی طوفان کی ہے اور آجکل چلنے والے طوفان Dean کی ہے۔اسی طرح اس global warming (دنیائے عالمگیر میں اضافی گرمی) کی وجہ سے قطب شمالی اور قطب جنوبی میں موجود برف پگھلنا شروع ہوگئی ہے جس سے سمندر کی سطح میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا ہے۔اسی اضافی گرمی کی وجہ سے آئے دن جنگلوں میں آگ لگ جاتی ہے نیز دنیا میں طرح طرح کی نئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔

غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ گرین ہاؤس گیسز (جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے روز ازل سے پیدا کی ہیں) کرہ ارض میں موجود دیگر تمام گیسوں کی نسبت مقدار کے لحاظ سے ایک فیصد بھی نہیں بنتیں۔مگر انتہائی قلیل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے اہم کام پر لگایا ہوا ہے کہ یقیناً کرہ ارض میں اکثریت میں موجود گیسز یہ کام نہیں کرسکتیں۔اللہ تعالیٰ نے انکو ایسی خصوصیات کا حامل بنایا کہ یہ سورج سے آمدہ کرنوں کو سہولت کے ساتھ زمین کی جانب گزرنے دیتی ہیں مگر بعد ازاں جب یہ سورج کی کرنیں زمین وسمندر میں جذب ہونے کے بعد حرارت یعنی infrared radiation میں تبدیل ہو کر واپس خلاء کی جانب جانے لگتی ہیں تو یہ گیسیں انھیں فرار نہیں ہونے دیتیں بلکہ انھیں واپس زمین کی جانب بھیج دیتی ہیں۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان گیسوں کی بدولت زمین پر اوسط درجہ حرارت 18+ ڈگری سینٹی گریڈ قائم کر دیا گیا۔بالفرض محال اگر گیسوں کا یہ ہریاول گھر زمین کے گرد نہ ہوتا تو آج زمین کا درجہ حرارت 18- ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا۔یعنی دنیا اس قدر یخ بستہ ہوتی کہ یہاں کسی زندگی کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا۔خدا کی عطا کردہ کن کن نعمتوں کا شکر ادا کریں کہ کئی ایک کو تو سمجھنے کا ہم میں ابھی تک ادراک ہی پیدا نہیں ہوا۔گیسوں پر مشتمل زمین کے گرد یہ ہریاول گھر خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔اسکی بناوٹ میں سرفہرست اہم ترین کاربن ڈائی اوکسائڈ گیس carbon dioxide gas ہے جو زمین سے قدرتی

طور پر تیار ہو کر فضا کی جانب خارج اور پھر کرہ ارض میں شامل ہوتی رہتی ہے۔اس گیس کو غیر قدرتی طور پر تیار کرنے میں ہم سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔دنیا میں تمام معدنی ایندھن fossil fuels (جس میں ہر قسم کا تیل، کوئلہ اور گیس شامل ہیں) جلنے پر یہ گیس خارج کرتے ہیں۔اور یہ تمام ایندھن اب ہماری روزمرہ زندگی کا جُزوِ لاینفک بن چکے ہیں۔ہوائی جہاز، کاریں، بحری جہاز اور صنعتیں تمام کی تمام معدنی ایندھن سے چل رہی ہیں اور سب ملکر اضافی گرین ہاؤس گیسز پیدا کر رہی ہیں۔کار میں استعمال ہونے والا ایندھن یعنی پٹرول ایک گیلن جو کے وزن میں ایک پاؤنڈ کے برابر ہوتا ہے جلنے پر تقریباً بیس پاؤنڈ کاربن ڈائی اوکسائڈ گیس کو فضا میں خارج کرتا ہے۔

بگڑتی ہوئی اس صورت حال کے پیش نظر گزشتہ دہائی میں دنیا کے تمام ممالک نے سر جوڑا ہے۔مگر کسی ٹھوس معاہدے پر اتفاق نہیں ہو پا رہا کہ آخر کس طرح اضافی گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کو ختم نہیں تو کم کیا جائے۔چونکہ اس ضمن میں زیادہ سے زیادہ انگلیاں صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک کی طرف اٹھ رہی ہیں اسلئے مسائل کا حل آسان نہیں۔مثلاً جاپان کے شہر kyoto میں ہونے والی ماحولیاتی آلودگی پر عالمی کانفرنس میں امریکہ اور آسٹریلیا نے معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ان ہی ترقی یافتہ ممالک میں مادہ پرستی اور مذہب سے دوری نے انکو خود غرض بنا دیا ہے اور اب وہ بنی نوع انسان کی بھلائی کی بجائے اپنے نفع ونقصان کو ترجیح دیتے ہیں۔ماحولیاتی آلودگی کے ذمہ دار پانچ بڑے ممالک یعنی ترتیب کے لحاظ سے امریکہ، چین، روس، جاپان اور جرمنی ہیں۔

سویڈن باوجود ایک صنعتی ملک ہونے کے ماحولیاتی آلودگی کے ضمن میں انتہائی اعلیٰ کردار ادا کر رہا ہے۔یہاں کے لوگ ماحولیاتی آلودگی کے مضمون کو بخوبی سمجھتے ہیں۔اس کے دارالخلافہ سٹاک ہالم میں ایک چوتھائی بسیں غیر معدنیاتی ایندھن کی قسم bio fuel سے چل رہی ہیں جنھیں ملک کے دوسرے شہروں میں بھی متعارف کروایا جا رہا ہے۔ ردی اور فضلہ کو ان کی ساخت کے مطابق چھانٹی کرنا sorting at source نیز استعمال شدہ چیزوں کو دوبارہ قابلِ استعمال بنانا recycling سویڈش معاشرے کا لازمی جزو بن چکے ہیں۔معاشرے کا ہر فرد ایسی حکمت عملی پر کاربند ہے کہ ماحول کو اپنی طرف سے آلودہ نہ کیا جائے۔تمام قسم کی ٹرانسپورٹ پر ماحولیاتی آلودگی کے نقطہ نظر سے کڑی نظر رکھی جاتی ہے۔کارلسٹاڈ نامی شہر میں دنیا کا سب سے زیادہ شفاف کارخانہ ہے جہاں پر گھروں سے تمام تر ردی وفضلہ اکٹھا کر کے اس کو جلا کر پانی کو گرم کیا جاتا ہے جو موسمِ سرما میں کارلسٹاڈ کے ساٹھ ہزار مکینوں کے لئے گھروں کو گرم رکھنے کے کام آتا ہے۔ اسی طرح تمام شہروں میں جگہ جگہ کوڑا گاہ refuse-dump قائم ہیں جہاں گھریلو اور دیگر ذرائع سے آمدہ ردی وفضلہ کو دوبارہ استعمال کرنے کی سہولیات موجود ہیں۔

گھریلو یا صنعتی ردّی کیلئے قائم کی گئی کوڑا گاہوں refuse-dump کے منتظمین لوگوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ جب کوڑا لے کر وہاں پھینکنے کی غرض سے آئیں تو وہ اسے ترتیب کے ساتھ چھانٹی کرنے کے بعد sorting at source یعنی کاغذ، کانچ، پلاسٹک، دھات، کیمیائی مرکبات رنگ وغیرہ نیز باغیچے کی صفائی سے حاصل کردہ کوڑا سب کے سب الگ الگ ہونے چاہیئے۔جب ان باتوں پر عمل ہو جاتا ہے تو پھر مختلف مقاصد حاصل کرنے کیلئے ہر چیز کو recycle کرنے میں بڑی سہولت ہو جاتی ہے اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ماحول مزید آلودہ ہونے سے بچ جاتا ہے۔سویڈش لوگ معاشرتی قواعد وضوابط کی

پابندی کے تعلق میں جبلتی صفات رکھتے ہیں اور دوسری قوموں کیلئے مثال ہیں۔حکومت کی طرف سے ماحولیاتی آلودگی کے جرائم میں ملوث صنعتوں کو بڑے بڑے ہرجانے لگائے جاتے ہیں اور عوام الناس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کو استعمال کریں تا کہ کم سے کم معدنی ایندھن استعمال ہو۔

ماحولیاتی آلودگی کے خلاف ہم سب بہت کچھ کر سکتے ہیں۔نہ صرف یہ کہ ان کاموں میں ہم ماحولیاتی آلودگی سے اپنے آپ کو روک سکتے ہیں بلکہ اپنے مالی وسائل بھی بچا سکتے ہیں۔مثلاً ہر کام کیلئے کار استعمال کرنے کی بجائے سائیکل کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔درختوں کو بلاوجہ نہ کاٹیں کیونکہ یہ ہمارے لئے ماحول کو صاف رکھتے ہیں۔یہ فضا سے مضر کاربن ڈائی اوکسائڈ گیس جذب کر کے نشوونما حاصل کرتے ہیں اور پھر اسے آکسیجن میں تبدیل کرنے کے بعد فضا میں خارج کر دیتے ہیں گویا فضا کو فلٹر filter کرتے رہتے ہیں۔اپنے گھر کے heating system میں نصب درجہ حرارت کے آلے کی مدد سے اندرون خانہ درجہ حرارت کو زیادہ سے زیادہ رکھنے کی بجائے کم سے کم رکھیں۔غیر ضروری روشنی نہ جلائیں۔گھر کے اندر تمام برقی آلات کو بجائے standby نیم تیار رکھنے کے مکمل طور پر بند کرنے سے کم سے کم بل آتا ہے اور غیر ضروری بجلی بھی استعمال نہیں ہوتی کیونکہ جتنی بجلی استعمال ہوگی اتنی ہی مقدار میں اسے مزید پیدا کرنا ہوگا اور بجلی گھروں میں ایسا کرنے کیلئے ہم معدنی ایندھن استعمال کرتے ہیں۔زمین اور اسمیں موجود تمام وسائل بنی نوع انسان کی اجتماعی ملکیت ہیں اور یہ ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ان وسائل کی حفاظت کریں۔

مکمل اور نامکمل علم

دریا کے کنارے ایک شہتیر تیر رہا تھا۔اس پر چار مینڈک بیٹھے ہوئے تھے۔ یکا یک پانی کا ایک ریلا آیا اور شہتیر کو بہا کر منجدھار میں لے گیا۔مینڈک خوش تھے اور مطمئن کیونکہ آج تک انہوں نے ایسا لطف نہ اُٹھایا تھا۔

آخر پہلا مینڈک بولا۔"درحقیقت یہ نہایت ہی عجیب وغریب شہتیر ہے اور یوں تیرتا ہے گویا زندہ ہے۔آج تک ایسا شہتیر دیکھنے میں نہیں آیا۔"
پھر دوسرا مینڈک بولا۔"نہیں میرے دوست! یہ شہتیر بھی دوسرے گٹھوں کی طرح ہے اور یہ حرکت نہیں کرتا۔یہ دریا ہے جو سمندر کی طرف بہہ رہا ہے اور اپنے بہاؤ کے ساتھ ہمیں اور اس شہتیر کو لے جا رہا ہے۔"
اس پر تیسرا مینڈک بولا۔"نہ تو شہتیر تیر رہا ہے اور نہ ہی دریا بہہ رہا ہے۔ حرکت تو ہمارے خیال میں ہے کیونکہ خیال کے بغیر کوئی شے حرکت نہیں کر سکتی۔"
اور تینوں مینڈک آپس میں جھگڑنے لگ گئے کہ فی الحقیقت حرکت کرنے والی چیز کونسی ہے۔تنازع بڑھتا گیا اور بات میں جوش وخروش پیدا ہو گیا لیکن وہ فیصلہ نہ کر سکے۔

پھر انہوں نے چوتھے مینڈک سے، جو اس وقت تک ساری بحث بڑی توجہ سے سنتا رہا تھا مگر چپ چاپ بیٹھا تھا، اُس کی رائے دریافت کی۔چوتھے مینڈک نے کہا کہ "تم میں سے ہر ایک راستی پر ہے اور تم میں سے کوئی غلطی پر نہیں،حرکت شہتیر میں بھی ہے، پانی میں بھی ہے اور ہمارے خیال میں بھی ہے۔"
یہ سُن کر تینوں مینڈک غضبناک ہو گئے کیونکہ ان میں کوئی بھی یہ تسلیم کرنے کو تیار نہ تھا کہ اس کا دعویٰ سراسر صداقت پر مبنی نہیں اور دوسرے دونوں پورے طور پر غلط نہیں۔
پھر ایک عجیب بات ہوئی، تینوں مینڈک مل گئے اور انہوں نے چوتھے مینڈک کو شہتیر پر سے دھکا دے کر دریا میں گرا دیا۔

(خلیل جبران)

رپورٹ مجلس انصار اللہ سویڈن

مکرم سجاد احمد صاحب قائد عمومی

رپورٹ اجلاس مجلس عاملہ انصار اللہ مورخہ 04 جنوری 2009ء بوقت بعد نماز ظہر دو بجے

حاضری : مکرم محمود ورک صاحب، مکرم اسحاق ورک صاحب، مکرم منیر احمد چوہدری، مکرم نثار یوسف صاحب، مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب، مکرم عبدلطیف انور صاحب، مکرم نصیر احمد وسیم صاحب، مکرم بشیر الدین صاحب، مکرم مبشر سعید راجہ صاحب، مکرم مامون الرشید صاحب۔ مکرم انس احمد رشید صاحب ومکرم سجاد احمد صاحب۔ کل حاضری 12/15

مکرم نصیر الحق صاحب ومکرم الطاف الرحمٰن صاحب سویڈن میں نہیں تھے جبکہ مکرم انور احمد رشید صاحب نوکری پر ہونے کی وجہ سے نہ آ سکے۔

صدر مجلس انصار اللہ نے دعا کے ساتھ میٹنگ کا آغاز کروایا۔ پھر عہد دہرایا گیا۔ اور اسکے بعد ایجنڈے کی پہلی تجویز انصار اللہ سویڈن بحیثیت förening کے تعلق میں جو فیصلے کئے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ اس میٹنگ میں Ansarullah Sverige بحیثیت فورینگ کے تعلق میں اہم فیصلے کئے جو کے مندرجہ ذیل ہیں:

1. مجلس انصار اللہ ہی کو رجسٹر کروایا گیا ہے۔ لفظ مجلس کو مجلس عاملہ نے کثرت رائے سے تنظیم کے نام سے الگ کرنے پر اتفاق کیا کیونکہ اس لفظ Majlis کا تلفظ سویڈن میں عورت کا نام بن جاتا ہے۔

2. اس تنظیم Ansarullah Sverige کے ممبران کا سالانہ چندہ 50 کرونے، ان افراد کے لئے جنکے پاس روزگار ہے اور 30 کرونے سالانہ ان افراد کے لئے جو بے روزگار ہیں یا پھر پینشنر ہیں ہوگا۔

3. اس تنظیم Ansarullah Sverige کے بینک اکاؤنٹ، آمد و اخراجات کے گوشوارے، رسیدیں نیز Ekonomiskaberättelse رپورٹ الگ تیار کیا جائے گا۔ föreningsnämnden کی طرف سے مالی امداد ملنے اور اسکی redovisningrapport کو تیار رکھنے کی ذمہ داری kassör کی ہوگی۔

4. اگر محکمہ föreningsnämnden طلب کرے تو انکو سال بھر کی رپورٹ verksamhetsberättelse تیار کر کے پیش کی جائے گی۔

5. اس رپورٹ verksamhetsberättelse میں انصار اللہ سویڈن کی سال بھر کی Ansarullah Sverige کی سپورٹس مصروفیات، سیر و سیاحت کے دورے، کلچرل تہوار جس میں شعر و شاعری کی محفلوں کا انعقاد، ممبران کے لئے علمی کورسز کا انعقاد وغیرہ وغیرہ شامل ہوگا۔ اس رپورٹ میں کسی قسم کی مذہبی مصرفیات کا تذکرہ نہیں شامل کیا جائے گا۔

6. مجلس انصار اللہ سویڈن رجسٹرڈ کے عہدے داران نظام جماعت کے تحت ہونگے۔

☆ انصار اللہ کے لئے Hjärt-lung räddning کا کورس مورخہ 8 فروری بروز اتوار دوپہر 12 بجے تا 3 بجے کے درمیان کروایا جائے گا۔ یہ کورس مکرم ڈاکٹر انس احمد رشید صاحب اور مکرم ڈاکٹر شاہد احمد صاحب ملکر منعقد کروائیں گے۔

☆ نیشنل مجلس انصار اللہ سویڈن نے سالانہ اجتماع 2009ء کو

اپنی دوسری تنظیموں کے ساتھ ملکر منعقد کروانے کی تجویز منظور کی ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں دوسری دونوں تنظیموں کی مشترکہ رائے سے تاریخ تجویز کر کے حضور انور سے منظوری لینی ہے۔

☆ مجلس انصاراللہ کے لئے کمپیوٹر کلاس نمبر 2 مورخہ 8 مارچ بروز اتوار منعقد کروائی جائے گیا۔

☆ مجلس نے کثرت رائے سے منظوری دی کہ انصاراللہ کا الگ انٹرنیٹ ہوم پیج ہونا چاہئے۔ شعبہ اشاعت اس ہوم پیج کو صدر مجلس کی نگرانی میں چلانے کے ذمہ دار ہونگے۔ اس سلسلہ میں حضور انور سے منظوری لینی ہے۔

☆ کتاب چالیس جواہر پارے اپنے اختتامی مراحل سے گزر رہی ہے۔ مجلس نے کثرت رائے سے اسکی 300 کاپیاں print کروانے کی منظوری دی۔

☆ Ansarullah Sverige کی تنظیم کے سلسلہ میں اگر کوئی ناصر اپنی رائے دینا چاہتے ہوں یا پھر رپورٹ میں جو نکات وضع کئے گئے ہیں میں سے اگر کوئی بات واضح نہ ہو تو خاکسار کو 30 جنوری 2009ء تک بذریعہ میل یا تحریراً دے دیں۔

زعیم اعلیٰ گوتھن برگ کی جانب سے موصولہ رپورٹ بابت ماہ فروری تا مارچ 2009ء کے مطابق ماہ فروری میں دو اور ماہ مارچ میں 3 قرآن کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ ان کلاسز میں حفظ قرآن کے syllabus سورۃ البقرۃ کا آخری رکوع آیات نمبر 285-287 کے علاوہ سورۃ بنی اسرآئیل کا رکوع 9 کو صحیح تلفظ سے پڑھنے اور یاد کروانے کی مشق کروائی گئی۔ ان کلاسز میں اوسطاً 6 سے 9 انصار شامل ہوئے۔ ماہ مارچ میں انصاراللہ گوتھن برگ کا ایک اجلاس عام منعقد کیا گیا جس میں 15 انصار نے شرکت کی۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب نے ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اجلاس کے اختتام پر حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی نیز ممبری چندہ کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ماہ فروری اور مارچ کی انصار بھائیوں کی مساعی کا جائزہ لینے کے لئے ماہانہ جائزہ فارم تیار کر کے تقسیم کئے گئے اور پُر کروائے گئے۔

اجلاس نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ سویڈن بروز ہفتہ مورخہ 28 مارچ 2009ء:

کارگزاری رپورٹ: حاضری (93%): مکرم انور احمد رشید صاحب، سجاد احمد، مکرم مامون الرشید صاحب، مکرم محمود احمد ورک صاحب، مکرم اسحاق احمد ورک صاحب، مکرم مبشر سعید راجہ صاحب، مکرم مرزا بشارت احمد صاحب، مکرم نثار یوسف صاحب مکرم ڈاکٹر انس احمد رشید صاحب، مکرم نصیر الحق صاحب، مکرم بشیر الدین احمد صاحب، مکرم نصیر احمد وسیم صاحب، مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب، مکرم الطاف الرحمان صاحب، مکرم منیر احمد چوہدری صاحب۔

صدر نیشنل مجلس عاملہ مکرم مامون الرشید صاحب نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد عہد انصاراللہ دہرایا۔

☆ نیشنل مجلس انصاراللہ نے امسال 15/16 اگست 2009ء کو سالانہ اجتماع و شوریٰ منعقد کرنے کی سفارش کی ہے (چونکہ مجلس خدام الاحمدیہ و لجنہ اماءاللہ نے انھی تاریخوں میں ملکر اجتماع کرنے کی تجویز پیش کی ہے جسے نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ نے بھی منظور کیا ہے)۔ لہذا نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ نے اجتماع و شوریٰ وانتخاب صدر مجلس کی منظوری کے لئے حضور انور کی خدمت اقدس میں خط لکھنا ہے۔

☆ نیشنل مجلس عاملہ نے کثرت رائے سے مکرم انور احمد رشید صاحب کو بطور منتظم سالانہ اجتماع 2009ء چنا ہے۔

☆ سالانہ اجتماع انصار اللہ 2009ء کیلئے قائد تعلیم کو نصاب

وقت پر بنا کر مجالس کو بھجوانے اور پھر تیاری کروانے کی صدر مجلس نے ہدایت کی۔

☆ذیلی مجالس سے آمدہ رپورٹس کی کاپی متعلقہ قائدین (قائد صاحب تعلیم، تربیت، تبلیغ و مال) کو دینی ہوگی۔

☆تینوں مجالس کے زعماء اگر اپنا لوکل اجتماع سالانہ اجتماع سے قبل منعقد کروانا چاہتے ہوں تو اطلاع کریں۔نیز اگر پروگراموں کے سلسلہ میں اپنے بجٹ کے علاوہ مزید بجٹ کی ضرورت ہو تو مفصل پروگرام بمع بجٹ لکھ کر بھجوائیں۔

☆ صدر مجلس نے مکرم نصیر الحق صاحب کی جماعتی نیشنل مجلس شوریٰ میں بطور نمائندہ شوریٰ منظوری دی۔

☆انصار اللہ سویڈن کا ہوم پیج بنا لیا گیا ہے اس کا ایڈریس (ansarullah.se) ہے۔اس پر مزید کام، نیز کمیٹی کی تشکیل مکرم قائد صاحب اشاعت کے ذمہ کی گئی ہے۔

☆مجلس میں اطلاعات کے نظام کو مزید موثر بنانے کی غرض سے ای میلز کے علاوہ sms کے ذریعہ اطلاعات بھجوانے کی تجویز پاس ہوئی۔

☆اجلاس کے آخر میں تمام قائدین نے اپنے اپنے شعبہ جات کی رپورٹ پیش کی۔

اجلاس نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ سویڈن بروز اتوار مورخہ 7جون 2009ء:

☆ سالانہ اجتماع و شوریٰ مورخہ 16/15 اگست 2009ء کو منعقد کیا جائے گا انشاء اللہ۔سالانہ اجتماع کے پروگراموں کے سلسلہ میں عملی اقدامات پر غور وخوض کیا جائے گا۔

☆مجلس شوریٰ کے لئے موصول ہونے والی تجاویز مندرجہ ذیل ہیں:

1. چندہ مجلس انصار اللہ 1% کر دیا جائے۔(نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے اجلاس منعقدہ مورخہ 10 مئی 2009ء میں اکثریت 10/16 کا فیصلہ)

2. سویڈش معاشرے میں رہتے ہوئے اولاد کی تربیت کے بارے میں لاپرواہی برتنا اور پھر ان بچوں کے ماحول میں رنگے جانے کی سنگین صورت حال کی وجہ سے والدین کی پریشانی و بے چارگی لمحہ فکریہ ہے۔جُملہ بڑھتے ہوئے مسائل پر غور وخوض۔

☆ قائد شعبہ تعلیم کی جانب سے اجتماع 2009ء کی تیاریوں کے سلسلہ میں رپورٹ۔

☆ قائد شعبہ صحت وجسمانی کی جانب سے اجتماع 2009ء کی تیاریوں کے سلسلہ میں رپورٹ۔

☆ قائد شعبہ تربیت کی جانب یوم والدین سے متعلق رپورٹ۔

☆ قائد مال کی جانب سے رپورٹ۔

زعیم صاحب مجلس عاملہ انصاراللہ مالمو مکرم امین الرشید صاحب کی جانب سے موصولہ رپورٹ کے مطابق گزشتہ روز مؤرخہ 14 جون 2008ء مجلس کا ماہانہ اجلاس دوپہر دو بجے مسجد میں منعقد کرایا گیا۔اجلاس کا آغاز نماز ظہر کے بعد تلاوتِ قرآن پاک اور عہد نامہ دہرانے سے کیا گیا۔کل تجنید۔28 انصار میں سے 17 اس اجلاس میں شریک ہوئے۔مکرم زعیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی اراکین جماعت سے توقعات کے مضمون پر ایک مقالہ پڑھ کر سنایا۔مکرم زکریا خان صاحب نے قیام الصلوٰۃ اور جمعہ کی اہمیت و فضیلت پر ایک تقریر پیش کی۔اسی طرح مکرم عبدالکریم لون صاحب نے اطاعت خلافت کے مضمون پر ایک تقریر پیش کی۔حاضرین مجلس نے ان افراد کے بارے میں غور وخوض کیا جو مسجد نہیں آتے اس ضمن میں احباب نے اپنی اپنی آرا پیش کیں۔صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر الھدیٰ جوبلی نمبر کی

15 کاپیاں انصار میں فروخت کی گئیں۔اجلاس کا اختتام دعا سے ہوا۔اس اجلاس میں مجلس انصاراللہ نے grill party کا اہتمام کیا۔

رپورٹ تبلیغی نشست منعقدہ مورخہ 29 اپریل 2009ء

بمقام ناصر مسجد گوتھن برگ سویڈن:

شعبہ تبلیغ کی جانب سے مسجد ناصر گوتھن برگ میں ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا۔اس دن کے لئے باقاعدہ ایک پروگرام ترتیب دیا گیا اور تمام ممکنہ ذرائع استعمال کرتے ہوئے دو ہفتے قبل اس نشست کے بارے اعلانات کروائے گئے۔مکرم نصیر الحق صاحب نے تلاوت کلام پاک پیش کیا اور یوں اس نشست کا آغاز ہوا۔حاضرین کو جماعت کے تعارف پرمبنی ایک فلم دیکھائی گئے۔اس کے بعد مربی سلسلہ جماعت احمدیہ سویڈن مکرم آغا یحیٰ خان صاحب کی راہنمائی میں مکرم عامر منیر چوہدری صاحب نے جماعت کا تعارف پیش کیا۔صدر مجلس انصاراللہ سویڈن اس اہم نشست میں موجود تھے۔غیر از جماعت افراد کی تعداد سات عدد رہی جبکہ مجلس انصاراللہ کے 20 اراکین حاضر تھے۔تقریب میں محفل سوال جواب کا انتظام کیا گیا جو کے قریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔مکرم عامر منیر چوہدری صاحب نے مربی سلسلہ کی راہنمائی میں سوالوں کے تسلی بخش جوابات دیئے جو کے حاضرین کی دلچسپی کا باعث بنے۔مہمانوں میں ایک سویڈش مسلمان تھا جس نے بڑی دلچسپی لیتے ہوئے کثرت سے سوالات کئے۔ان کی خدمت میں جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ان سویڈش دوست نے جمعہ میں حاضری کا وعدہ بھی کیا اور پھر تشریف بھی لائے۔تمام حاضرین تبلیغی نشست کی خدمت میں عشائیہ دیا گیا جس کی تیاری میں مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب نے معاونت کی۔خاکسار تمام معاونین کا تہ دل سے مشکور ہے۔اللہ تعالیٰ ہر ایک کو بہترین جزاء دے۔(آمین)

قائد تعلیم القرآن کی رپورٹ بابت ماہ اپریل 2009ء کے مطابق انصار کے لئے حفظ قرآن کے مقرر شدہ نصاب کی کاپیوں کی فائلز تیار کی گئیں۔انصار کی قرآن کلاس باقاعدگی سے تقریباً ہر اتوار بعد نماز ظہر مسجد ناصر منعقد ہو رہی ہے۔ماہ اپریل میں تعلیم القرآن کی 3 کلاسیں منعقد ہوئیں۔ہر کلاس میں ایک سورۃ درست تلفظ کیساتھ پڑھنی سکھائی گئی ان میں سورۃ الشّمس۔سورۃ الّیل اور سورۃ الضّحیٰ شامل ہیں۔قائد صاحب تعلیم القرآن کی سویڈن میں عدم موجودگی کے باعث دو کلاسز کی ذمہ داری مکرم محمود احمد شمس صاحب امیر جماعت سویڈن کے سپرد کی گئی اور تیسری کلاس قائد صاحب تعلیم القرآن نے خود لی۔اس کلاس سے تقریباً 7-8 انصار استفادہ کیا جو کہ ایک غیر تسلی بخش صورت حال ہے۔

زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ گوتھن برگ کی جانب سے کارگزاری رپورٹ بابت ماہ مئی 2009ء کے مطابق سالانہ اجتماع 2009ء کے موقعہ پر علمی مقابلہ جات کے مقرر کردہ نصاب کی کاپیاں تیار کر کے انصار کو مہیا کی گئیں۔دوران ماہ ہفتہ و اتوار کے ایّام جماعتی پروگرامز کی وجہ سے مصروف تھے اسلئے صرف ایک قرآن کلاس کا مسجد میں انعقاد ممکن ہو سکا۔اس کلاس میں حاضری غیر تسلی بخش رہی۔kvibery مارکیٹ میں انصاراللہ کے زیر اہتمام جماعتی کتب کا تبلیغی سٹال باقاعدگی سے جاری ہے۔اس سٹال پر ڈیوٹی چارٹ کے مطابق انصار بھائیوں کی حاضری تسلی بخش نہیں۔دوران ماہ سٹال پر مبلغ 3100 کرونے کی کتب فروخت کی گئیں۔26 افراد کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا

جن میں سے دو افراد مسجد بھی تشریف لائے۔ جمعہ میں شامل ہونے والے انصار کی حاضری رجسٹر میں درج کی جاتی ہے۔ اوسطاً 21 انصار نماز جمعہ میں شامل ہوتے رہے۔ مجلس گوتھن برگ کے 2 انصار نے مجوزہ کتاب نبوت وخلافت کے مطالعہ کے بعد پرچے حل کر کے دیئے۔ کتاب آئینہ صداقت سے متعلق سوالات مع جوابات تیار کر کے جملہ انصار اللہ گوتھن برگ کو مہیا کئے گئے۔

احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ شعبہ تربیت کے تحت جو سیمنار مؤرخہ 27 جون 2009ء بروز ہفتہ ہونا قرار پایا تھا بوجہ ناظر اصلاح وارشاد کے دورۂ سویڈن تا اطلاعِ ثانی ملتوی کر دیا گیا ہے۔

جماعتی پروگرام کے تحت مکرم ومحترم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ پاکستان کے ساتھ نیشنل اور لوکل مجلس عاملہ انصار اللہ سویڈن کی ایک نشست مؤرخہ 26 جون بروز جمعہ بعد نماز عصر منعقد کی گئی جس میں ممبران کی حاضری خوشکن تھی اور یہ پروگرام انتہائی کامیاب رہا۔

وھم

ایک مچھلی نے دوسری مچھلی سے کہا "ہمارے اس سمندر کے اوپر ایک اور سمندر ہے جس میں اور جاندار بھی رہتے ہیں اور بالکل اسی طرح ہی رہتے ہیں جس طرح کہ ہم یہاں زندگی گزار رہے ہیں۔"
دوسری مچھلی نے جواب دیا "یہ تمہارا وہم ہے۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ جو چیز ہمارے سمندر سے ذرا سا بھی پرے ہٹ جاتی ہے اور وہیں ٹھہر جاتی ہے تو وہ مر جاتی ہے۔ تمہارے پاس دوسرے سمندروں میں زندہ رہنے کا کیا ثبوت ہے۔" (خلیل جبران)

لطائف

شوہروں اور بیویوں سے معذرت کے ساتھ
(سیانوں کے اقوال)

شادی کے بعد میاں اور بیوی گویا اس طرح ہو جاتے ہیں جیسا کہ ایک سکے کے دو رُخ! وہ ایک دوسرے سے مخالف رُخ کے باوجود اکٹھے ہی رہتے ہیں۔ (ساشا گوئٹری)

شادی ہر حال میں کرو۔ اگر تمہیں اچھی بیوی مل گئی تو زندگی ہنسی خوشی بسر ہوگی۔ اور اگر بُری بیوی مل گئی تو تم فلاسفر بن جاؤ گے۔ (سقراط)

میں اپنی دونوں بیویوں کے معاملہ میں بڑا بدقسمت واقعہ ہوا ہوں۔ پہلی نے مجھے چھوڑ دیا اور دوسری سے میں جان نہیں چھڑا پایا۔ (جیمز ہولٹ میک گاورا)

ایک نیک سرشت بیوی ہمیشہ اپنے خاوند کو اپنی غلطی کا احساس ہونے پر معاف کر دیتی ہے۔ (راڈنی ڈینجر فیلڈ)

ایک مرد (فخریہ لہجہ میں): میری بیوی تو ایک فرشتہ ہے، فرشتہ!
دوسرا مرد (ایک سرد آہ کے ساتھ): دوست تم بہت خوش قسمت ہو۔ میری تو ابھی تک زندہ ہے۔ (نامعلوم)